کلمۃ الخیر

ایک عالم ربّانی کی جدائی

حمد وستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانۂ عالم کو وجود بخشا
اور
درود وسلام اس کے آخری پیغمبر ﷺ پر جنہوں نے حق کا بول بالا کیا۔

گزشتہ مہینے کا سب سے اندوہناک علمی حادثہ ملک کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک) کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ ؒ کا سانحۂ رحلت ہے، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ ؒ کا تعلق سادات خاندان سے تھا، آپ ؒ کے والد قدرت علی شاہ ؒ زمیندار تھے، مولانا مرحوم خود بھی اوائل عمر میں کھیتی باڑی کرتے رہے مگر پھر تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے اور دارالعلوم حقانیہ میں ابتداء سے دورۂ حدیث تک تعلیم حاصل کی اور ۱۹۵۵ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد جامعہ حقانیہ سے اپنے تعلیمی وتدریسی سفر کا آغاز کیا اور کم وبیش ۶۰ سال تک سندِ تدریس وارشاد کو رونق بخشی، اس عرصہ میں پاکستان اور افغانستان کے ہزاروں علماء ومشائخ نے آپ سے استفادہ کیا۔

جس دن حضرت ڈاکٹر صاحب ؒ کا انتقال ہوا، اسی دن (۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ جمعۃ المبارک) پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ جناب عمران خان کی اپنی اہلیہ کو طلاق دینے کی خبر منظر عام پر آئی، ہمارے الیکٹرانک، سوشل اور پرنٹ میڈیا نے دونوں خبروں کے بارے میں جس طرزِ عمل کا مظاہرہ کیا وہ ہماری اخلاقی زبوں حالی، فکری انحطاط، ظاہر پرستی اور شہرت پسندی کا آئینہ دار ہے، اگر ہمارے میڈیا کے ذمہ داران میں علم دوستی اور جوہر شناسی کا فقدان نہ ہوتا تو انہیں حضرت ڈاکٹر صاحب ؒ کے مقام ومرتبہ کا ضرور اندازہ ہوتا کہ وہ پاکستان کے علمی حلقوں کا وقار اور مسلمانوں کا فخر تھے، ان کی المناک جدائی کا صدمہ اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نقصان ایسا تھا کہ پوری قوم کو اس سے آگاہ کیا جاتا، ان کی غیر معمولی تعلیمی وتدریسی خدمات پر پوری قوم نوحہ خواں ہوتی اور ملک وملت کے لیے ان کی پر خلوص وبے پایاں خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتی، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ ؒ جیسے افراد قوموں کی پیشانی کا جھومر ہوتے ہیں، جو خود نمائی اور شہرت اور اس کے اسباب سے دور رہتے ہوئے ہزاروں افراد کی زندگیوں میں انقلاب بپا کر دیتے ہیں، ہمارے میڈیا نے غالباً انہیں ''ایک مولوی'' سمجھ کر نظر انداز کیا ہوگا لیکن شاید اسے معلوم نہ تھا کہ حضرت مولانا ؒ کو انگریزی کے چند جملے بول کر مصنوعی رعب ڈالنے والوں سے کہیں زیادہ انگلش آتی تھی، وہ اپنا مافی الضمیر پوری فصاحت وبلاغت کے ساتھ انگلش، عربی، فارسی، اردو اور پشتو میں بیان کرنے کی صلاحیتوں سے مالا مال تھے، انہوں نے عرب وعجم کے اکابر اساتذہ سے کسبِ فیض کیا، مدینہ یونیورسٹی (سعودی عرب) سے شعبہ قضاۃ میں ایم فل، بعد ازاں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، جدید موضوعات اور فنون پر مہارت کے باوجود دینی مدارس میں درس وتدریس کو اپنی زندگیوں کا نصب العین بنایا، حضرت ڈاکٹر صاحب ؒ استاذ المحدثین حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ کے مایہ ناز شاگرد اور دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند تھے اور دارالعلوم حقانیہ کے بزرگ اساتذہ کے علم وعمل، تقویٰ وطہارت، سادہ معاشرت، بے نفسی اور علم دوستی کا نمونہ تھے، عام طور پر یونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں لینے والے اپنا قبلۂ مقصود تبدیل کر لیتے ہیں، مگر حضرت ڈاکٹر صاحب ؒ نے آخر وقت تک بوریہ نشینوں سے اپنا تعلق استوار رکھا۔

وفات سے ایک روز قبل انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے نام اپنے آخری مکتوب میں تحریر فرمایا کہ ''میری تمنا تھی کہ دارالعلوم کی مسند تدریس پر درس کے دوران ہی میری زندگی کی آخری سانسیں رکیں'' حضرت ڈاکٹر صاحب ؒ کی یہ تمنا ان کے اخلاص وللّٰہیت اور فنافی العلم ہونے کی عکاس ہے، مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد آپ ؒ نے جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی اور منبع العلوم میران شاہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، مگر آپ ؒ کی تدریسی زندگی کا آغاز اور اختتام جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ہوا، جو آپ ؒ کی مادر علمی تھی اور یوں بالآخر یہ حقیقت صادق آئی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آخر گل اپنی صرفِ درِ میکدہ ہوئی   پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

انگلش، اردو، فارسی میں مہارت کے علاوہ آپ عربی زبان کے بہترین مدرس اور مقرر تھے، کسی تکلف کے بغیر اسباق کی تقریر عربی میں فرماتے، صاحبزادہ مولانا احمد حنیف کی روایت ہے کہ اس سال حضرت ؒ نے فرمایا کہ میں تمام اسباق عربی ہی میں پڑھاؤں گا، چنانچہ نئے تعلیمی سال سے اپنے ذوق کے مطابق عربی ہی میں اسباق پڑھا رہے تھے۔

کسی زمانہ میں علامہ اقبال ؒ نے شکوہ کیا تھا کہ ''ملاں کی اذاں اور ہے، مجاہد کی اذاں اور'' حضرت مولانا شیر علی شاہ ؒ ان ''ملاؤں'' میں شامل ہیں جنہوں نے خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کی اور تدریس کی مسندوں کو آباد رکھنے کے ساتھ حق و باطل کے معرکوں میں بھی تکبیر حق کا فریضہ انجام دیا، حضرت ؒ نے افغانستان میں روس کے خلاف جہاد میں بھرپور حصہ لیا، افغانستان اور پاکستان کے مجاہدین انہیں اپنا روحانی رہنما سمجھتے تھے، افغانستان میں ملا محمد عمر مجاہد ؒ سمیت صف اول کے تمام رہنما تفسیر اور دیگر علوم دینیہ میں حضرت ؒ کے خوشہ چیں تھے، افسوس کہ آپ ؒ کی رحلت سے مسندِ علم بھی ویراں ہوگئی اور میدان ہائے کارزار بھی افسردہ اور اداس۔

حضرت مولانا ؒ کی جدائی بلاشبہ ایک دل فگار حادثہ ہے لیکن ان کی رحلت پر ہمارے میڈیا نے جس بے حسی، بے ذوقی بلکہ علم و علماء دشمنی کا ثبوت دیا ہے وہ بذاتِ خود ایک سانحہ سے کم نہیں، اس دن محترم عمران خان صاحب کی اہلیہ کا مطلقہ ہوجانا ان کے خاندان کے لیے اہم خبر اور قابل افسوس سانحہ تھا، لیکن الیکٹرانک، سوشل اور پرنٹ میڈیا نے جس طرح اس واقعہ کو اچھالا، اس کی جزئیات کو کھنگالا، دور از کار احتمالات نکال نکال کر ناظرین و قارئین کو ذہنی انتشار میں مبتلا کیا، موصوفہ کے حال اور ماضی کو اجاگر کیا، اس سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ پوری دنیا میں طلاق کا یہی ایک انوکھا واقعہ پیش آیا ہے، اگر اس کی تفصیلات سے دنیا کو آگاہ نہ کیا گیا تو دنیا ایک بہت ضروری علم سے محروم ہوجائے گی، جب کہ دوسری طرف علم کا ایک سورج اپنی ضیاء پاشیوں سے ایک دنیا کو منور و تاباں کر کے غروب ہوگیا تو ہمارے میڈیا نے اسے اتنی اہمیت بھی نہ دی جتنی کسی ایکٹریس کے ہیئر سٹائل تبدیل کرنے کو دی جاتی ہے، جو اخبارات پورے کا پورا رنگین صفحہ کسی نوخیز ایکٹریس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

not found.

کی تصویر کے لیے وقف کر دیتے ہیں، انہیں وقت کے عظیم محدث و مفسر کی رحلت کی ایک کالمی خبر دینے کی بھی توفیق نہ ہوئی، روزنامہ ''اسلام'' کے سوا تمام اخبارات نے ''عمرانی سانحہ'' کی لیڈ یا سپر لیڈ لگائی، یہی وجہ ہے کہ اب نسلِ نو کے لیے خالد بن ولید ♦ محمد بن قاسم ؒ، صلاح الدین ایوبی ؒ، نورالدین زنگی ؒ، علامہ اقبال ؒ، محمد علی جوہر ؒ اور دوسرے اکابر اجنبی بنتے جا رہے ہیں، اب ایکٹر، کھلاڑی اور ان کی بیویاں قومی و ملی ہیروز کی جگہ لے رہی ہیں، اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیں۔

تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ پوری قوم علم دوستی اور جوہر شناسی کے وصف سے محروم ہو گئی ہے، حضرت ڈاکٹر صاحب ؒ کی نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام، مشائخ عظام، سیاسی شخصیات اور حکام کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں وہ مسلمان شریک ہوئے جو حضرت مولانا ؒ سے محبت و عقیدت کا مخلصانہ تعلق رکھتے تھے، سرحدوں پر سخت پابندی کے باوجود افغانستان سے بھی ہزاروں علماء و مشائخ اور مجاہدین نے آپ ؒ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

دارالعلوم حقانیہ کے قریب جنازہ گاہ میں تاحدِ نظر انسانوں کا ایک سمندر تھا جو قدرت کے اس خاموش حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ ع

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

بعض صحافیوں کو اس پر تعجب ہوا کہ ایک دور افتادہ مقام پر ایک خاک نشیں درویش کا ایسا جنازہ، ایسے جنازے تو جہاں گیروں اور تخت نشینوں کو بھی نصیب نہیں ہوتے، اس استعجاب کا جواب حقیقت شناس لوگوں نے بہت پہلے دیدیا ہے۔

بعد از وفات، تربتِ مادر زمین مجو
در سینہ ہائے مردم عارف مزار ما ست

حق تعالیٰ شانہ حضرت ڈاکٹر صاحب ؒ کو اپنی رحمت بے پایاں سے سرفراز فرما کر اعلیٰ علیین میں قربِ خاص نصیب فرمائیں، آمین

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حکیم الامت ،مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فرمایا

ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب استاذ جامعہ خیر المدارس ملتان

ملفوظ: ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ آج کل دنیا بدفہموں سے پُر ہے، یہ ایک عام اعتراض پیدا ہو گیا ہے کہ مل کر کام کرنا چاہیے اور چونکہ مولوی الگ رہتے ہیں اور کام کرنے والوں کے ساتھ شریک نہیں ہوتے اس وجہ سے ترقی نہیں ہوتی، اعتراض کر دینا تو آسان بات ہے مگر مشکل یہ ہے کہ شرکت کا کوئی معیار نہیں بتایا جاتا، بدوں معیار بتائے ہوئے علی الاطلاق اپنا تابع بنانا چاہتے ہو، سو یہ تو واقعہ ہے کہ مولوی تمہارے تابع تو نہ بنیں گے، اب رہا کہ یہ پھر مل کر کام کرنے کا طریقہ کیا ہے سو وہ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ مل کر کام کرنے کی صورت یہ ہے کہ جو چیز تم کو معلوم نہیں یعنی احکام ان کو تو تم ہم سے پوچھ کر کرو اور جو ہم کو معلوم نہیں یعنی ملک کے واقعات وہ ہم تم سے پوچھ کر اس پر احکام بتلائیں، یہ ہے شرکت کی صورت۔ باقی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ علوم شرعیہ اور احکام شرعیہ میں بھی آپ ہی کی رائے مانی جاوے، ظاہر ہے جیسا ہم قانون کے سمجھنے میں غلطی کر سکتے ہیں ایسے ہی آپ علم شریعت میں غلطی کریں گے، اس کا فیصلہ آپ ہی کر لیں جس نے اپنی ساری عمر دین کی خدمت میں صرف کر دی ہو وہ دین کو زیادہ سمجھے گا یا وہ شخص جس نے کبھی عمر بھر دین کی طرف رخ بھی نہ کیا ہو، عجب بات ہے کہ مقدمات تو سب صحیح اور نتیجہ غلط اور جن علماء نے تمہارے ساتھ تمہارے تابع ہو کر کام کیا انہوں نے ہی کونسا انعام پایا؟ بلکہ خود اپنی آخرت کو خراب و برباد کیا۔

ملفوظ: ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ قبر پر مردہ کو دفن کرنے کے بعد سرہانے پائنتی کھڑے ہو کر اور قبر پر انگلی رکھ کر سورۃ بقرہ کا اول اور آخر پڑھتے ہیں، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ یہ پڑھنا تو ثابت ہے مگر انگلی رکھ کر پڑھنا ثابت نہیں، پھر عرض کیا کہ اس کے پڑھنے کے بعد قبر پر کل حاضرین ہاتھ اٹھا کر مردہ کے لیے ایصال ثواب دعائے مغفرت کرتے ہیں، فرمایا ویسے ہی دعا کر دینا اور ثواب پہنچانا دینا چاہیے، ہاتھ نہیں اٹھانے چاہئیں۔ قبر کی طرف منہ کر کے اور ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کو فقہاء نے منع کیا ہے، اس میں صاحبِ قبر سے استغاثہ کا شبہ ہوتا ہے، ہاں قبر کی طرف پشت کر کے دعاء مانگنا جائز ہے، اسلام میں توحید کی بے حد حفاظت کی گئی ہے مگر لوگ خیال نہیں کرتے، گڑبڑ کرتے ہیں، انہی باتوں سے بدعات پیدا ہو گئی ہیں۔

(الافاضات الیومیہ ص ۸۴)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

افادات شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بحوالہ شیخ الاسلامؒ کے حیرت انگیز واقعات

گزشتہ سے پیوستہ:

آپ کے یہاں تو وہی صحت وتندرسی والا دستور چل رہا ہے، مرض کے عالم میں اگر کچھ سنن ومستحبات چھوٹ جائیں تو کیا مضائقہ ہے؟ لیکن حضرتؒ نے انہیں ایسے عجیب انداز میں جواب دیا کہ اس کے بعد کچھ عرض ومعروض کی کوئی گنجائش ہی نہ رہی، آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے مگر میں کیا کروں، مجھ کو خلاف سنت نماز میں مزہ ہی نہیں آتا، یہ سن کر حکیم صاحب خاموش ہوگئے اور ہم نے بھی اس بارے میں آئندہ کچھ کہنے کا خیال دل سے نکال دیا۔

ایک مرتبہ رمضان شریف میں جبکہ شب وروز عبادت وریاضت میں گزرتے تھے، جمعہ کے دن نماز فجر میں امام صاحب نے بجائے حم سجدہ وسورۃ الدہر کے دوسری سورتیں پڑھ دیں، تو اس قدر ناراض ہوئے کہ خدا کی پناہ، اتفاق سے وہ صاحب ایک جگہ مستقل امامت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے، اس لیے حضرتؒ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کبھی اس سنت پر عمل نہیں کرسکتے (مولانا رشید الدین)

نماز میں استغراقی کیفیت:

حضرت شیخ الاسلامؒ نے ایک مرتبہ میرٹھ اسٹیشن پر نماز مغرب شروع فرمائی، نماز کی نیت باندھی ہی تھی کہ گاڑی نے سیٹی دیدی، بہت سے حضرات نیت توڑ کر گاڑی میں سوار ہوگئے، لیکن حضرتؒ نے بہت اطمینان سے نماز ادا فرمائی اور دعاء مانگ کر گاڑی میں سوار ہوئے، خدام میں سے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت! ہم لوگوں کو سیٹی کی آواز سن کر اس قدر بے قراری ہوگئی تھی؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ بھائی! اگر میں بھی سیٹی کی آواز سنتا تو میری بھی ایسی ہی حالت ہوجاتی، کسی نے کیا خوب کہا ہے

نہ غرض کسی سے ، نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
ترے ذکر سے تری فکر سے تری یاد سے ترے نام سے

(انفاس قدسیہ)

(از شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات ص ۸۰۔۸۱)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مرتب: مولانا محمد طلحہ ازہر، مدرس جامعۃ الخیر لاہور

درس قرآن (۳۹)

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم

ام تریدون ان تسئلوا الخ :

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے (بے جا، بے جا) درخواستیں کرو جیسا کہ اس کے قبل (تمہارے بزرگوں کی طرف سے حضرت موسیٰ ◆ سے بھی درخواستیں کی جا چکی ہیں۔ جو شخص ایمان لانے کی بجائے کفر (کی باتیں) کرے بلاشبہ وہ شخص راہِ راست سے دور جا پڑا۔

ربط و تشریح:

یہ آیت سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰۹ ہے، سورۃ البقرہ کا زیادہ تر حصہ یہود اور ان کے ساتھ ساتھ عیسائی، صابی اور مشرکین کے عقائد، نظریات اور اقوال، اعمال کے ذکر پر مشتمل ہے، اس میں یہ فرمایا کہ اے لوگو! تم اپنے نبی سے فضول سوالات کرتے ہو جیسے کہ تم سے پہلے کے لوگوں نے فضول سوالات اپنے نبیوں سے کیے، جو ایسا کرے وہ راہِ راست پر نہیں ہے۔

خطاب آیت:

بقول مفسرین اس آیت کے مخاطب یہود بھی ہو سکتے ہیں اور مسلمان بھی۔

🗁 اگر یہود مخاطب ہوں تو یہ مطلب ہوگا کہ اے (آپ ♏ کے زمانہ کے) یہودیو! تم جس طرح حضرت موسیٰ ◆ سے بے تکے اور فضول سوالات کرتے تھے، اب آخری نبی ♏ سے بھی اسی طرح کے سوالات و جوابات شروع کر دیے گئے ہیں؟

🗎 یہ خطاب مسلمانوں سے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اے مسلمانو! کیا تم بھی آپ ♏ سے ایسے بے تکے اور فضول سوالات کرتے ہو جیسے کہ تم سے پہلے یہود نے حضرت موسیٰ ◆ سے کیے تھے؟

تو اس آیت میں فضول سوالات کی نفی کی گئی ہے کہ اس قسم کے بیہودہ سوالات کہ جن کا دنیوی یا اُخروی کوئی فائدہ نہ ہو، ہرگز نہ کیے جائیں۔

یہود حضرت موسیٰ ◆ سے کہتے تھے کہ ''لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ'' کہ جب تک ہم اللہ کو اپنے سامنے نہیں دیکھ لیتے اس وقت تک ہم ایمان نہیں لائیں گے، اسی طرح یہ یہود بھی آپ ♏ سے کہتے ہیں کہ ہم آپ ♏ پر ایمان تب لائیں گے جب آپ ♏ اللہ تعالیٰ کو ہمارے سامنے لا کھڑا کر دیں گے''

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ان تــاتــی بــاللّٰہ و الملئکۃ قبیلا ''تو اس قسم کے سوالات سے منع کیا گیا ہے کہ یہ بیہودہ سوالات ہیں ان سے گریز کیا جائے۔

السوال نصف العلم :

یاد رہے کہ یہاں ''نفس سوال'' سے منع نہیں کیا جا رہا بلکہ فضول سوالات سے منع کیا جا رہا ہے، کیونکہ نفس سوال کو ''آدھا علم'' قرار دیا گیا ہے، اور اس کا جواب ''آدھا علم'' ہے، علماء نے اس پر واقعہ نقل کیا ہے۔

امام بخاری ؒ کا واقعہ:

امام بخاری ؒ استاذ ہیں اور امام ترمذی ؒ شاگرد ہیں ، امام بخاری ؒ فرماتے ہیں کہ امام ترمذی ؒ نے مجھ سے اتنا علم حاصل نہیں کیا جتنا میں نے اس سے حاصل کیا کیونکہ وہ ایک ذہین طالبعلم تھے اور سبق میں بہت مفید سوالات وجوابات کرتے جو سبق پڑھنا ہوتا تو بڑی بصیرت سے اس کا مطالعہ کرتے ، مجھے ہمیشہ یہ خدشہ رہتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھ سے سبق میں کوئی سوال کریں اور میرے نہ بتلانے سے اس کا حرجِ تعلیم ہو، اس ل یے میں بھی ضرورت سے بہت زیادہ سبق کا مطالعہ کرتا تو یوں امام ترمذی ؒ کی وجہ سے بہت سے علوم پر مجھے دسترس ہوگئی، یوں میں نے کہا کہ اس نے مجھ سے اتنا علم حاصل نہیں کیا جتنا میں نے اس سے علم حاصل کیا تھا۔

تو نفسِ سوال یہ ممنوع نہیں بلکہ ہمارا درس تو سوالات وجوابات کے ذریعہ تکمیل تک پہنچا کہ اللہ تعالیٰ صحابہ ؓ کے دلوں میں سوالات القاء کرتے تو وہ آپ ﷺ سے پوچھتے پھر آپ ﷺ اس کا جواب مرحمت فرماتے، تو نفس سوال منع نہیں بلکہ فضول سوال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

صحابہ ؓ آپ ﷺ سے اور ایک دوسرے سے سوالات وجوابات کرتے تھے جس سے علم کے بہت سے پنہاں گوشے آشکارا ہوتے تھے، کبھی بڑا چھوٹے سے سوال کرتا ہے کبھی چھوٹا بڑے سے سوال کرتا ہے اور کبھی برابر والا برابر والے سے سوال کرتا ہے۔

حضرت عمر ؓ کا واقعہ:

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عمر ؓ جو کہ امیر المؤمنین ہیں انہوں نے حضرت ابی بن کعب ؓ سے سوال کیا (یہ حضرت ابی بن کعب ؓ صحابہ میں بہت بڑے صحابی ہیں جن کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی) ان سے پوچھا کہ بتائیں تقوی کسے کہتے ہیں؟ حضرت ابی بن کعب ؓ نے جواب دیا کہ حضرت امیر المومنین! جب انسان کا ایک کانٹوں اور خاردار جھاڑیوں والے راستے سے گزرے تو جس طرح اپنا دامن بچا بچا کر گزرتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی کانٹا چبھ جائے، بالکل اسی طرح تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ زندگی کی اس پر خطر اور خاردار راستے سے گزرتے وقت پھونک پھونک اس طرح قدم رکھنا کہ کہیں کوئی کانٹا نہ چبھ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جائے اور تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے، اس کو تقوی کہتے ہیں۔

تو کبھی سوال اپنے لیے ہوتا ہے اور کبھی دوسروں کے لیے، یہ سوال انہوں نے دوسروں کے لیے کیا تھا کیونکہ ان کو خود تو تقوی کے معنی بہت اچھی طرح معلوم تھے وہ تو متقیوں کے امام ہیں، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کو تقویٰ کا معنی معلوم نہ ہوں۔

ایک عالم دین نے حضرت عمر ◆ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر ◆ فرماتے ہیں کہ جس دن سے میں مسلمان ہوا اس دن سے میں نے بائیں فرشتے کو قلم اٹھانے کی تکلیف بھی نہیں دی، یعنی اسلام لانے کے بعد کبھی ان سے گناہ کا صدور تک نہیں ہوا، یہ ہے تقوی کا اعلیٰ معیار، مگر اس کے باوجود سوال کر رہے ہیں، جس کا مقصد تقوی کا معنی دوسروں کو بتلانا ہے۔

حضرت عمر ◆ نے فرمایا کہ میں نے ساری زندگی فرشتے کو زحمت نہیں دی، آج ہم اپنے آپ کو دیکھ لیں اور آج ان کی زندگی پر نظر دوڑالیں، تو معلوم ہوگا کہ صرف آج کے دن کے لیے بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہوگا۔

خلاصہ آیت:

تو خلاصہ آیت یہ ہے کہ وہ سوال کیا جائے جو ضرورت کے مطابق ہو۔

ودکثیر من اھل الکتاب:

ان یہودیوں میں سے بہت سے ایسے ہیں جو دل سے یہ چاہتے ہیں کہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر کافر بناڈالیں محض حسد کی وجہ سے جو کہ خود ان کے دلوں ہی سے (جوش مارتا) ہے، حق واضح ہوجانے کے بعد معاف کرو اور درگزر کرو جب تک حق تعالیٰ اپنا حکم بھیجیں، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔

ربطِ آیت:

اس آیت میں بھی مذکور بنی اسرائیل کے ایک فعل کا مزید ذکر کر رہے ہیں۔

اہل کتاب:

توراۃ کے ماننے والے یہود، زبور کے ماننے والے صابی اور انجیل کو ماننے والے عیسائی کو اہل کتاب کہا جاتا ہے۔

تشریح آیت:

آپ ﷺ کے زمانے کے اہلِ کتاب اور مشرکین کی خواہش شدید تھی کہ وہ مسلمانوں کو اپنے دین کا پیروکار بنالیں، اہل کتاب کی طرح مشرکین مکہ بھی اس بات کی آرزو و تمنا رکھتے تھے کہ مسلمان اسلام کو خیرباد کہہ کر دین ابراہیمی کی پیروی کریں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بزعم خود وہ اپنے کو حضرت ابراہیم ◆ کا پیروکار مانتے، حالانکہ حضرت ابراہیم ◆ ایک پختہ موحد اور بتوں کے خلاف تھے جبکہ مشرکین مکہ نے بیت اللہ کے صحن میں ۳۶۰ بت سجا رکھے تھے جو کہ مختلف ناموں سے منسوب تھے جن میں حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق □ وغیرہ کے بت نمایاں تھے۔ اور اس کی کیا وجہ تھی کہ یہ مسلمانوں کو اپنے دین کا پیروکار کیوں بنانا چاہتے تھے، اس بارے میں کہا گیا کہ:

حسدا من عند انفسھم :

''کہ ان کے دلوں میں حسد ہے'' اور حسد کی وجہ کے بارے میں مفسرین یہ لکھتے ہیں کہ اہل کتاب کو یہ معلوم تھا کہ نبی آخرالزماں تشریف لانے والے ہیں، مگر یہود کی خواہش وامید تھی کہ یہ نبی حضرت اسحاق ◆ کی اولاد میں سے آئیں گے، کیونکہ حضرت موسیٰ ◆ انہی میں سے تھے اور عیسائیوں کی تمنا وآرزو تھی کہ آخری نبی حضرت عیسیٰ ◆ کی اولاد میں سے آئیں گے، لیکن ایسا نہیں ہوسکا بلکہ وہ حضرت حضرت اسماعیل ◆ کی اولاد میں سے مبعوث کیے گئے تو یہ اسی حسد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے تھے، حالانکہ اس پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح تھی کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں، یہ جانتے تھے، مگر مانتے نہیں تھے، اور جاننے کی وجہ یہ تھی کہ ان کی کتابوں میں آپ ﷺ کی تمام تر نشانیاں واضح کر دی گئی تھیں۔ تو خلاصہ یہ کہ اس حسد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے تھے۔

حسد کی تعریف:

حسد کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت کسی کو ودیعت کی گئی ہو تو دوسرا شخص دل میں یہ سوچے کہ یہ نعمت اس کو کیوں ملی مجھے کیوں نہ ملی؟ یا یہ خواہش ہو کہ مجھے ملے یا نہ ملے اس شخص سے یہ نعمت چھن جائے، قرآن کریم میں اس گناہ کبیرہ سے پناہ مانگنے کا حکم ہے، ''**ومن شر حاسد اذا حسد**'' اسی طرح حسد ایک ایسا گناہ ہے جو سب سے پہلے آسمان پر شیطان نے حضرت آدم ◆ سے کیا کہ اللہ نے ان کو اتنی فضیلت کیوں دیدی؟ اور زمین پر قابیل نے ہابیل سے کیا کہ اور پھر نتیجتاً اس کو قتل کر دیا، کہ اس کی قربانی قبول ہوئی اور میری کیوں نہیں ہوئی؟ اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ **ان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الخشب (الحطب)** اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

فاعفوا واصفحوا:

مسلمانوں سے کہا جارہا ہے کہ ان اہل کتاب سے درگزر کرو، ''عفو'' کا معنی ہے معاف کرنا ''صفح'' کا معنی ہے ملامت نہ کرنا۔

یعنی ایسا معاف کرو کہ بعد میں ان کو اس چیز کا احساس بھی نہ دو کہ ان سے کبھی غلطی ہوئی تھی اور ہم نے ان کو معاف کیا تھا، یعنی طعنہ وغیرہ بھی نہیں دینا چاہیے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

واقیموا الصلوٰۃ :

(اے مسلمانو! تم بس) نماز پابندی سے پڑھتے جاؤ (اور جن پر زکوٰۃ فرض ہے) زکوٰۃ دیتے جاؤ، اور جو نیک کام بھی اپنی بھلائی کے واسطے جمع کرتے رہو گے، حق تعالیٰ کے پاس پہنچ کر اس کو پالو گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

تجدوہ عند اللّٰہ :

یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے نیک اعمال کسی فرشتے یا کسی خاص جگہ محفوظ ہو رہے ہیں بلکہ فرمایا کہ یہ سب اعمال اللہ کے پاس جمع ہو رہے ہیں، یعنی ہماری نمازیں، روزے، حج، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات، ہمدردی، غریب پروری، تلاوت، ذکر، تسبیح، سچ بولنا، عدل وانصاف، حقدار کو حق دینا، صلہ رحمی، یہ تمام نیکیاں اللہ کے پاس جمع محفوظ ہو رہی ہیں۔ کل قیامت کے دن تم اپنے یہ اعمال اللہ تعالیٰ کے پاس دیکھ لو گے۔

و قالوا لن یدخل الجنۃ :

اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہیں جائے گا بجز ان لوگوں کے کہ جو یہودی ہیں (یہ یہود کا قول ہے) یا ان لوگوں کے جو نصرانی ہیں (یہ نصاریٰ کا قول ہے) (اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ) یہ دل بہلانے کی باتیں ہیں، آپ ﷺ ان سے کہیے کہ اس کی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو، ضرور وہ لوگ جنت میں جائیں گے جو اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دیں اور وہ مخلص بھی ہوں، اور ایسے شخص کو اس کا عوض ملتا ہے پروردگار کے پاس پہنچ کر، ایسے لوگوں پر نہ کوئی اندیشہ اور نہ ایسے لوگ مغموم ہونے والے ہیں۔

تشریح آیات:

یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ صرف ہم لوگ جنت میں جائیں گے، اسی طرح نصاریٰ بھی یہی دعوی کرتے تھے۔

یہ بات ٹھیک ہے کہ یہ لوگ جنت میں داخل کیے جائیں گے مگر ان یہود یا نصاریٰ کو داخل کیا جائے گا جو نبی کے وقت پر موجود تھے، یعنی جب حضرت موسیٰ ◆ تھے تو ان کی موجودگی میں موجود لوگ یہودی جنتی ہیں، اسی طرح عیسائی جنت میں جائیں گے لیکن وہ جو حضرت عیسیٰ ◆ کی حیات میں تھے اور دوسرا دین یا نبی مبعوث نہیں کر دیا گیا تھا، جب دوسرا نبی آ گیا تو بعد کے یہودیوں یا نصاریٰ پھر ان کے لیے لازمی ہو جاتا ہے کہ وہ موجودہ وقت کے نبی کی شریعت کی تابعداری کریں۔

اسی طرح آپ ﷺ کے زمانہ کے اہل کتاب پر لازم ہے کہ وہ خواہ یہودی ہوں یا نصاریٰ جنت میں دخول کے لیے امت محمدیہ کی تابعداری کریں تو وہ کامران و بامراد ٹھہریں گے۔ وگرنہ ان کا دخول جنت کا دعوی بلا دلیل و بے بنیاد ہے کیونکہ آپ ﷺ کے بعد پچھلی تمام شریعتیں منسوخ کر دی گئیں، اب نجات صرف

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قرآن اور اسلام میں ہے، ارشاد ربانی ہے:

"و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه " کہ صرف اسلام اور مسلمان ہی کامیاب ہیں اس کے علاوہ کوئی دین قابل قبول نہ ہوگا۔ **ان الدین عند اللّٰہ الاسلام ۔**

بلٰی من اسلم :

یہاں دو باتیں بیان کی گئی ہیں پہلی **"بلٰی من اسلم "** کے ذریعہ اور دوسری **"و هو محسن "** کے ذریعہ واضح کردی گئی۔

یہ اصل دو چیزیں اسلام کی روح ہیں

- بندہ دل و جان سے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کردے، اس کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنا عقیدہ ومذہب سمجھے، چاہے یہ کسی مذہب میں حاصل ہو، حقیقتِ دین ومذہب کو فراموش کرکے یا پس پشت ڈال کر یہودی یا نصرانی قومیت کو اپنا مقصد بنالیں، دین ومذہب سے ناواقفیت اور گمراہی ہے۔
- یہ کہ جنت میں جانے کے لیے صرف یہی کافی نہیں کہ کوئی آدمی اپنے دل سے خدا کی فرمانبرداری کا قصد تو درست کرلے مگر اطاعت فرمانبرداری اور عبادت کے طریقے اپنے ذہن اور خیال کے مطابق خود گھڑ لے بلکہ ضروری ہے کہ عبادت واطاعت اور امتثال امر کے طریقے بھی وہی اختیار کرے، جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ بتائے۔

خلاصہ یہ کہ نجاتِ اخروی اور دخولِ جنت کے لیے صرف قصدِ اطاعت کافی نہیں بلکہ حسنِ عمل بھی ضروری ہے اور حسنِ عمل کا مصداق وہی تعلیم وطریقہ ہے جو قرآن اور سنت رسول خیر الانام ﷺ کے مطابق ہو۔

اعمال قبول کی تین شرائط:

- عقیدہ ٹھیک ہو، شرک سے پاک ہو۔
- اخلاص اور رضائے الٰہی مقصود ہو۔
- اس میں طریقہ آپ ﷺ کا ہو، یعنی سنت کے مطابق عمل ہو۔

لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون :

یہ جنت کی زندگی کا عنوان ہے، خوف کا تعلق آنے والے حالات کے ساتھ اور حزن کا تعلق ماضی کے ساتھ ہوتا ہے تو جنت میں جنتیوں کو نہ آئندہ کسی چیز کا ڈر ہوگا اور نہ ماضی میں کیے گئے کسی عمل پر تکلیف یا افسوس ہوگا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تقریر صحیح بخاری شریف

قسط (۱۳)

عارف باللہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ

بانئ جامعہ خیرالمدارس

ضبط و ترتیب: مولانا قاری محمود احمد صاحب مدظلہم (مدرس جامعہ ہذا)

فقال اقرأ:

سوال: یہ تو تکلیف مالا یطاق ہے کیونکہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ یہ آیتیں لکھی ہوئی سامنے کیں؟
جواب: یہ تکلیف نہیں تلقین ہے، جیسے بچہ کو استاد کہتا ہے کہ کہہ الف۔

ما انا بقارئ:

اب رہا یہ کہ تین مرتبہ کہا فرشتے نے، اور تین مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا ما انا بقارئ کے کئی مطلب ہیں: ایک مطلب ہے ابوشامہ محدث کہتا ہے کہ پہلا محمول تھا امتناع قراءۃ پر، دوسرا محمول تھا نفی کی خبر دینے پر، تیسرا استفہام پر تھا، اور یہ استفہام دوسری روایتوں سے سمجھا گیا ہے (۱) محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ ما ذا اقرأ (۲) اور عروہ کہتا ہے کہ کیف اقرأ اور (۳) تیسری زہری ؒ کی روایت ہے کیف اقرأ۔

فغطنی:

پھر جبریل ؑ نے جو گھوٹا تھا تو پہلا غط تھا تاکہ دنیا سے خالی ہو جائیں۔ دوسرا غط وحی کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اور تیسرا انس کے لیے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس میں حکمت یہ تھی کہ انسان میں چار چیزیں ہیں: عقل، نفس، طبع، شیطان، عقل کے سوا باقی تینوں کے آثار مختلف ہیں، نفس کا اثر ہے ہویٰ (اور خواہش نفس، اور طبع کا اثر ہے غفلت، اور شیطان کا اثر ہے اثرِ مذمومہ (یعنی اخلاق مذمومہ، تو یہ تین غط ان تینوں آثار بد کے نکالنے کے لیے تھے) اب رہ گئی صرف عقل سالم۔

اور بعضوں نے کہا کہ یہ غط ایسا تھا کہ جیسا کہ صوفیاء مریدوں کو توجہ دیتے ہیں، گویا جبرئیل ؑ نے حضور ﷺ کو توجہ دی تھی، توجہ چار قسم پر ہے انعکاسی، القائی، اصلاحی، اتحادی، یہ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف جانا ہے، چاروں کی تفسیر ایک مثال سے دی جائے گی۔

انعکاسی کی مثال: ایک آدمی نے اپنے بدن کو خوشبو لگائی ہوا اور عطر ملا ہو، اس کے ارد گرد لوگ بیٹھے ہیں ان کو بھی خوشبو پہنچ رہی ہے، یعنی جب تک شیخ کے پاس بیٹھے رہیں گے اثر رہے گا، یہ کمزور سی ہے۔

القائی کی مثال: ایک آدمی نے چراغ جلایا ہوا ہے، دوسرے نے اپنے چراغ میں تیل ڈالا اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اپنے چراغ کو دوسرے کے چراغ سے روشن کرے۔یعنی بزرگ اور شیخ جو تھا اس کے پاس باطنی روشنی تھی تو مرید نے اس سے باطنی روشنی حاصل کرلی،مگر یہ بھی کمزور ہے کیونکہ شیخ سے علیحدہ ہونے کے بعد اس کے بجھ جانے کا احتمال ہے۔

▤ **اصلاحی کی مثال:** ایک آدمی نے نہر کھودی اور کھودتے کھودتے دریا تک لے گیا اور نہر میں دریا کا پانی آنے لگ گیا،شیخ دریا ہے اور فیض نہر کی طرح اس میں چل رہا ہے مگر اگر نہر کو بند کردیا جائے اور یا نہر میں مٹی پڑ جاوے (یعنی کوئی گناہ کرلے) تو وہ بند ہو جاوے گی۔

▤ **اتحادی کی مثال:** شیخ اپنی روح کو مع کمالات کے مرید کی روح کے ساتھ متصل کردے،اور متصل کرنے میں وہ فیض جو شیخ کے اندر ہے وہی فیض مرید میں بھی جاری ہو جائے،اس وقت شیخ و مرید میں پورا پورا اتحاد ہو جائے گا اور یہ حاضر (میں بھی رہے گا) اور دوری میں بھی،حضور ♏ کے ساتھ یہی توجہ تھی۔

یرجف فؤاده:

اس (رجف) کا مطلب یہ ہے کہ حضور ♏ کو اپنی نبوت کی خبر نہ تھی کہ بیقرار تھا دل آپ ♏ کا،اس واسطے کہ آپ ♏ کو موت کا اندیشہ ہو گیا،حالانکہ ضروری طور پر نبی کو خود بخود معلوم ہوتا ہے کہ وحی آپ ♏ پر نازل ہوگی تو پھر نبی کو اس کا خیال نہ ہونا چاہیے کہ موت وغیرہ ہوگی۔

جواب: 🗁 نبی کا بیقرار ہونا کسی شک کی بناء پر نہیں تھا بلکہ بیقرار ہوئے اس واسطے کہ (۱) انسان کی بنیاد کمزور ہے،آپ ♏ کا بیقرار ہونا ایسا ہے جیسا یک لخت کسی کو کانٹا چبھ جائے اور (۲) وحی کے بوجھ کی وجہ سے۔ ▤ اگر کانپتے نہ اس وقت اور بیقرار نہ ہوتے تو کبھی خدیجہ □ آپ ♏ کو ورقہ کے پاس نہ لے جاتی،تو یوں سمجھو کہ یہ سبب ہوا کانپنا ورقہ کے پاس لے جانے کا اور ورقہ نے آپ ♏ کی گویا تصدیق کی کہ آپ ♏ سچے نبی ہیں،اب حضور ♏ کو ایک خاص وصف حاصل ہوئی جو کسی نبی کو نہیں ہوئی،ہر نبی نے پہلے دعوت دی،پھر کسی نے اس کی تصدیق کی،تو (ہر) نبی داعی پہلے ہوا اور مصدّق بعد میں،اور حضور ♏ برعکس ہوئے کہ مصدّق پہلے اور داعی بعد میں،تین سال بعد میں داعی ہوئے۔

فدخل علی خدیجۃ بنت خویلد □:

حضرت خدیجہ □ کا نکاح جب حضور ♏ سے ہوا تو حضرت خدیجہ □ کی عمر چالیس سال تھی،اور حضور ♏ کی عمر ۲۵ برس کی تھی،حضور ♏ کے ساتھ نکاح سے پہلے حضرت خدیجہ □ کا نکاح دو جگہ ہو چکا تھا،ایک ابو ہالہ بن زرارہ سے اور دوسرا عتیق ابن عائذ سے ہوا اور حضور ♏ سے تیسرا نکاح ہوا،حضرت خدیجہ □ کی کل عمر پینسٹھ سال تھی کہ ان کی وفات ہوئی،پچیس برس حضور ♏ کے پاس رہیں۔مکہ مکرمہ میں جنۃ المعلیٰ میں دفن ہوئیں🗁۔

🗁 حضرت خدیجہ □ کا ترجمہ زیادہ تر مولانا ممتاز احمد کرنالوی مرحوم کی بیاض سے لیا گیا ہے ۱۲ مح۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فقال زملونی زملونی:

جمع کا صیغہ ہے زملونی زملونی ادب واحترام کے لیے لائے۔

ورقہ بن نوفل : تین زبانیں جانتا تھا، عبرانی، سریانی، عربی۔ سریانی زبان میں انجیل تھی پہلے، پھر اس کو عبرانی زبان میں تفسیر کرتا یا عربی میں تا کہ انجیل پھیلے۔

سوال: ورقہ نے کہا ھذا الناموس کہ یہ وہ فرشتہ ہے جو اترا تھا موسیٰ ◆ پر، حالانکہ اس کو کہنا چاہیے تھا کہ جو اترا ہے عیسیٰ ◆ پر (کیونکہ وہ نصرانی تھا) جواب: بعض روایتوں میں ہے علی عیسیٰ، اب ٹھیک ہے، اور علی موسیٰ پر اعتراض ہے تو جواب یہ ہے کہ اس لیے کہ حضرت موسیٰ ◆ میں دو باتیں جمع تھیں جلال یعنی مخالفوں کے مقابلے میں بہت مضبوط ہونا اور جمال یعنی اپنوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا، اور حضرت عیسیٰ ◆ پر صرف جمال تھا، جلال نہ تھا، چنانچہ انجیل میں ہے کہ اگر ایک آدمی کلے پر تھپڑ مارے تو چاہیے کہ دوسرا آدمی اپنا کلہ اور آگے کر دے تو یہ جمال ہوا اور موسیٰ ◆ (میں دونوں تھے جلال بھی اور جمال بھی) تو چونکہ حضور ﷺ کی شان حضرت موسیٰ ◆ کے مناسب تھی اس واسطے کہ آپ ﷺ کو تشبیہ دی موسیٰ ◆ کے ساتھ۔

اذ یخرجک قومک:

تو حضور ﷺ نے فرمایا تعجب سے کہ او مخرجی ھم (کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟) ہمزہ استفہامیہ پہلے اور واؤ عطف بعد میں۔ اور قرآن میں آتا ہے **وکیف تکفرون ، فاین تذھبون** اور **فھل یھلک ، فای الفریقین** ، ان مثالوں میں حرف عطف پہلے اور ہمزہ استفہامیہ بعد میں آتا ہے اور یہاں اس کے برعکس ہے، اس کی مثال قرآن میں جیسے **افلم یسیروا ، او لم یروا ، اثم اذا ما وقع** ۔زمخشری کہتے ہیں کہ یہاں ہمزہ کے بعد معطوف علیہ محذوف ہوتا ہے اور ہمزہ استفہام کے بعد معطوف ہوتا ہے تو اصل میں تھا **امعادیَّ و مخرجیَّ** (کیا وہ میرے دشمن ہو جائیں گے اور مجھ کو نکال دیں گے)

ثم لم ینشب ورقة ان توفي:

(پھر زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ ورقہ فوت ہو گیا) اب اس میں اختلاف ہوا کہ ورقہ اسلام پر مرا ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہ وقت دعوت کا نہ تھا، صحیح یہ بات ہے کہ ورقہ جنتی ہے اسلام پر مرا ہے کیونکہ یہ کلمات کہ میں آپ ﷺ کی مدد کروں گا اور اگر جوانی ہوئی تو قوی مدد کروں گا اور کہا............ **ھذا الناموس الذی** تو یہ تصدیق ہے، حضور ﷺ کی، کوئی بات خلاف نہیں، اور ایک خواب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا

ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ ؓ کا چچازاد بھائی تھا۔ (تواریخ حبیب الہ ص ۱۷)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ورقہ کپڑے سفید پہنے ہوئے تھے (آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جنتی لباس ہے)

قال ابن شہاب :

اس میں دو احتمال ہیں اس کا عطف ہے پہلے ابن شہاب پر جو سند اس سے پہلے مذکور ہے، وہی سند یہاں ہے تو اس وقت یہ قول بھی باسند ہے کہ یہ تعلیق ہے، یعنی پہلے کی سند نہیں، ابن شہاب سے آگے ہے، پہلی صورت میں ایک نئی بات ہے کہ اگر اس طرح ہو تو یہ تحویل ہے اور تحویل دو قسم پر ہے پہلے سند مختلف ہے یا دو سندیں ہیں اور آگے ایک سند ہو جائے جس میں یہ دونوں سندیں جاکے ملتی ہیں اس کو مدار تحویل کہتے ہیں، کثیر الوقوع یہی ہے اور دوسری تحویل الٹا ہے کہ پہلے سند ایک ہو اور آگے اور سند ہو، یہاں یہی ہے اور قلیل الوقوع ہے۔

وفتر الوحی :

(اور بند ہوگئی وحی) اس میں دو قول ہیں تین سال وحی بند رہی اڑھائی سال بند رہی حکمت وحی کے بند ہونے کی یہ تھی کہ پہلے جو خوف پیدا ہو گیا تھا اس کا ازالہ ہو جائے اور اتنا عرصہ جدائی رہنے کی وجہ سے وحی کا شوق حاصل ہو جائے)۔

فانزل اللّٰہ تعالیٰ :

یہاں سے معلوم ہوا کہ اقــرأ ابتداءِ وحی کے وقت پہلے پہل اتری اور فترۃِ وحی کے بعد پہلے وحی نازل ہوئی یا ایھا المدثر تو اب تطبیق ہوگئی دونوں میں کہ ابتداء میں یہ نازل ہوئی اقرأ اور فترۃ کے بعد پہلے نازل ہوئی یا ایھا المدثر ۔

عدد الحدیث :

سات جگہ آئی ہے یہ حدیث ص۲و۳،ص ۴۸۰، ۷۳۹، ص ۷۴۰ اور ص ۷۴۰، ص ۷۴۰، پھر ص ۱۰۳۳۔

(جاری ہے)

از بیاض مولانا ممتاز احمد مرحوم، صرف بین القوسین۔

خیر الباری ص ۱۱۹، ج ۱

کما قال شیخنا و سیدنا فی شرحہ ایضا و کان ذلک لیذھب ماکان ﷺ وجدہ من الروع و لیحصل لہ الشوق الی العود (خیر الباری قلمی ص ۱۱۹ ج ۱)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میرے آقا ♏ بلا مجھ کو، تجھے دل کی سنانی ہے

پروفیسر مولانا میاں محمد افضل صاحب (ساہیوال)

محمد ♏ کی محبت ، اہلِ ایماں کی نشانی ہے
یہی تو دنیا و عقبیٰ 🗀 میں ، وجہِ شادمانی 🗎 ہے

محبت کی علامت ہے ، اطاعت شاہِ طیبہ ♏ کی
بلا طاعت یہ سب دعوے، تو عقبیٰ کی گرانی 🗎 ہے

شہِ بطحا ♏ کی الفت ہی مرے دل کا نگینہ ہے
شفیع المذنبیں ♏ کی یہ، شفاعت کی نشانی ہے

ترے در پر میں آنے کو ترستا ہوں میرے ماہی ♏
مرے آقا ♏ بلا مجھ کو ، تجھے دل کی سنانی ہے

تری امت کی حالت خستہ تر ہے اے مرے مولا ♏
بڑی اشک آور و دل دوز 🗐 اب اس کی کہانی سنانی ہے

جہانِ عالم کفر و جفا نے کردیا گھائل 🗏
عداوت کفر کی تو یہ مسلماں سے پرانی ہے

ہمیں باہم لڑاتے ہیں جہانِ کفر کے رہبر
سمجھ میں بس یہی آیا ، یہ مغرب کی غلامی ہے

کرم کی اک نظر درکار ہے مجھ کو، میرے شاہا ♏
محبت باہمی ہم نے زمانے کو دکھانی ہے

جدائی میں تری بے چین رہتا ہے تیرا افضل
بلالیں مجھ کو اب آقا ♏ مجھے بگڑی بنانی ہے

🗀 آخرت 🗎 خوشی 🗎 بوجھ 🗐 آنسو بہانے اور دل کو زخمی کرنے والی 🗏 زخمی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

زلزلہ کے بعد کی صورتحال اور ہماری ذمہ داری

تحریر حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زید مجدہم

وطن عزیز دس سال بعد ایک مرتبہ پھر زلزلے سے لرز اٹھا، اس وقت ہر طرف زلزلہ اور اس کے بعد کی صورتحال زیر بحث ہے اور اس بارے میں بہت کچھ کہا، سنا اور لکھا جا رہا ہے، زیر نظر تحریر میں زلزلے کے حوالے سے چند ضروری پہلوؤں پر توجہ دلانا مقصود ہے۔ ہمارے ہاں کچھ عرصے سے یہ چلن عام ہو گیا ہے کہ زلزلے، سیلاب اور دیگر حادثات وآفات کے بعد یہ بحث شروع ہو جاتی ہے کہ اس کی محض سائنسی توجیہات کافی ہیں یا اس میں مذہب اور روحانیت کا بھی کوئی عمل دخل ہے؟ یاد رہے کہ جس طرح دنیا میں وقوع پذیر ہونے والے ہر واقعے کے کئی پہلو ہوتے ہیں۔ اس کو سائنس کی نگاہ سے دیکھیں تو اس کی توجیہ الگ ہوتی ہے، مذہب کی نظر سے دیکھیں تو اس کے بارے میں ہدایات مختلف ہوتی ہیں اور سماجی ومعاشرتی اعتبار سے اس کا جائزہ لیا جائے تو کچھ اور نتائج نکلتے ہیں۔ مختلف زاویوں سے کسی بھی چیز کو جانچنے اور پرکھنے کا یہ عمل ایک دوسرے سے قطعاً متصادم نہیں ہوتا اسی طرح زلزلہ بھی ظاہر ہے کہ زیرِ زمین پلیٹوں کی حرکت کا نتیجہ ہے لیکن ان پلیٹوں کو حرکت کا امر کس نے دیا اور کیوں دیا؟ ایک ذہن وہ ہے جو ان پلیٹوں پر جا کر رک جاتا ہے جبکہ دوسرا ذہن اس سے آگے تک جاتا ہے اور یہ جاننا چاہتا ہے کہ ان پلیٹوں میں حرکت کس کے اُمر اور قدرت سے ہوئی؟ ظاہر ہے کہ ہر چیز اللہ رب العزت کے قبضہ قدرت میں ہے اور اسی کے حکم کی محتاج ہے اس لیے یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کا اہتمام کیا جائے اور اللہ کو راضی کرنے کی فکر کی جائے۔ واضح سی بات ہے کہ وہ ذہن جو سورج اور چاند میں بھٹک جائے، کہکشاؤں میں کھو جائے، زیرزمین پلیٹوں میں اٹک جائے لیکن ان کے خالق ومالک تک نہ پہنچ پائے وہ سطحی ذہن ہوتا ہے۔ وہ صرف ظاہری نگاہ سے دیکھتا ہے کہ جو محسوس کیا جا سکتا ہے یا جسے دیکھا جا سکتا ہے وہی حرف آخر ہے جبکہ گہرائی سے دیکھنے اور دور اندیشی سے سوچنے والا ذہن وہ ہوتا ہے جو ہر معاملے کی تہہ تک جائے اور یہ جانے کہ یہ سب حقیقت میں کیوں اور کیسے ہو گیا؟ ایسی دور اندیشی اور بصیرت انسان کو اپنے رب تک پہنچاتی ہے۔

اسی طرح یہ بحث بھی کی جاتی ہے کہ زلزلہ عذاب ہے یا آزمائش؟ پھر اس پر لمبی چوڑی بحثیں کی جاتی ہیں کہ امریکا اور یورپ میں زلزلے کیوں نہیں آتے اور فلاں شہر میں بسنے والوں پر عذاب کیوں نہیں اترتے؟ اس بارے میں یہ واضح رہے کہ دنیا دارالجزاء نہیں بلکہ دارالامتحان ہے۔ اسے پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت قرار دیا ہے اس لیے حقیقی جزاء وسزا کا فیصلہ تو آخرت میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

not found.

ہوتا ہے۔دنیا میں جو بھی واقعات رونما ہوتے ہیں ان میں دونوں امکانات ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی ہو سکتے ہیں اور اللہ رب العزت کی طرف سے آزمائش بھی......اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ یہ فیصلہ کیسے کیا جائے کہ کون سا حادثہ عذاب ہے اور کون سا آزمائش؟اس بارے میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے پتے کی بات ارشاد فرمائی۔فرمایا''انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں جو سانحات،حادثات،مصائب وآلام آئیں ان کے بعد اگر انسان کے اللہ کی طرف رجوع میں اضافہ ہو جائے اور وہ اپنی اصلاح کر لے تو سمجھ لیا جائے کہ وہ اللہ کی طرف سے تنبیہ اور آزمائش تھی اور اگر ان حادثات کے نتیجے میں انسان کی سرکشی میں اضافہ ہو جائے،وہ نافرمانی اور بے راہ روی کی روش اپنا لے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ جس حادثے کا شکار ہوا وہ اس کے لیے آزمائش نہیں بلکہ عذاب تھا''حضرت تھانویؒ کا یہ ارشاد ایک ایسی کسوٹی ہے جس پر جانچ پرکھ کر اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عذاب کیا ہے اور آزمائش کیا؟کسی ادیب نے کیا خوب لکھا ہے کہ''دکھ اور حادثہ ایک ایسا دھکا ہوتا ہے جو گاہے انسان کو رب ذوالجلال کے قدموں میں لا ڈالتا ہے اور کبھی انسان کو گمراہی اور شکوک وشبہات کی گہری کھائیوں میں گرا دیتا ہے''۔اس لیے زلزلے اور سیلاب کے بعد اسے محض مادیت کی نظر سے دیکھنا اور اس کی تمام دینی توجیہات کو نظر انداز کر دینا ناانصافی ہے وہیں یہ طرز عمل بھی سراسر غلط ہے کہ یہ کہا جانے لگے کہ فلاں علاقے میں گناہ زیادہ تھے اس لیے ان کو سیلاب نے اپنی لپیٹ میں لے لیا یا وہ لوگ زلزلے کی نذر ہو گئے۔کسی انسان کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی کے گناہ یا ثواب کا فیصلہ کرتا پھرے یا اللہ رب العزت کی طرف سے آنے والے حالات کو عذاب یا آزمائش کے خانوں میں بانٹتا رہے......یہ فیصلے میدان حشر میں ہونے ہیں اور وہاں حتمی طور پر معلوم ہوگا کہ کس کو اللہ نے زلزلے کے ذریعے شہادت کے رتبے پر فائز فرمایا اور کس پر سیلاب اللہ کا عذاب بن کر ٹوٹا تھا؟اس لیے اس بحث کو اللہ رب العزت پر چھوڑ دینا چاہیے تاہم ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں،ہر ایک معاملے کو قرآن وسنت کے آئینے میں دیکھنے کی کوشش کریں،اپنی اصلاح کی فکر کریں اور اپنی ذمہ داریاں نبھانے کا اہتمام کریں۔

جب ہم احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو بہت واضح طور پر یہ بات ملتی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پہلے خبردار فرما دیا تھا کہ کس قسم کے حالات میں زلزلے اور سرخ آندھیاں آنے کا خطرہ ہے۔یہاں سنن ترمذی کی ایک حدیث نقل کی جا رہی ہے جس سے زلزلہ کے اسباب کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے،حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:(جب مندرجہ ذیل باتیں دنیا میں پائی جانے لگیں) تو اس زمانہ میں سرخ آندھیوں اور زلزلوں کا انتظار کرو،زمین میں دھنس جانے،صورتیں مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھر برسنے کے بھی منتظر رہو اور ان عذابوں کے ساتھ ساتھ دوسری ان نشانیوں کا بھی انتظار کرو جو پے در پے اس طرح ظاہر ہوں گی،جیسے کسی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور لگا تار اس کے دانے گرنے لگیں(وہ باتیں یہ ہیں)۱-جب مالِ غنیمت کو گھر کی دولت سمجھا جانے لگے۔۲-امانت دبالی جائے۔۳-زکوٰۃ کو تاوان اور بوجھ سمجھا جانے لگے۔۴-علم دین دنیا کے لیے حاصل کیا جائے۔۵-

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

انسان اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے۔۶-دوست کو قریب کرے اور اپنے باپ کو دور کرے۔۷-مسجدوں میں شور وغل ہونے لگے۔۸-قوم کی قیادت فاسق وفاجر کرنے لگیں۔۹-انسان کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے۔۱۰-گانے بجانے کے سامان کی کثرت ہوجائے۔۱۱-شباب وشراب کی مستیاں لوٹی جانے لگیں۔۱۲-بعد میں پیدا ہونے والے،امت کے پہلے لوگوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔(سنن الترمذی حدیث نمبر:۲۱۱۲)

ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ ان میں سے کون سا سبب آج کے دور میں موجود نہیں۔یاد رہے کہ صرف یہی اسباب نہیں اس کے علاوہ بھی بے شمار اسباب ہیں جن کا ذکر احادیث مبارکہ میں ملتا ہے۔اس لیے ہمیں اس موقع پر انفرادی اور اجتماعی طور پر اللہ رب العزت کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے،ہمیں اس وقت اجتماعی توبہ واستغفار کا اہتمام کرنا چاہیے۔اپنا،اپنے گردوپیش اور معاشرے کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہم اپنی ذات،اپنے خاندان،اپنے ادارے اور اپنے اختیارات ومسؤولیت کی حدود میں کس حد تک اصلاح احوال کر سکتے ہیں اور مذکورہ بالا اسباب میں سے کن کن اسباب کا خاتمہ کر سکتے ہیں ہمیں اس کی فکر اور اہتمام کرنا چاہیے۔اگر ہم یہ کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو یقیناً دنیا میں بہت بڑی تبدیلی رونما ہو سکتی ہے۔

زلزلے کے حوالے سے ایک انتہائی اہم امر یہ ہے کہ اس حادثے میں جاں بحق ہونے والوں کی بخشش ومغفرت اور ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعائیں کی جائیں،زخمیوں کی تیمارداری،متاثرین کی بحالی اور تعاون میں کوئی کسر نہ چھوڑی جائے اور ہمیشہ کی طرح اس مرحلے پر بھی انصارِ مدینہ کی یادیں تازہ کی جائیں۔وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین نے زلزلے کے فوراً بعد ملک بھر کی مساجد کے ائمہ وخطباء اور دینی مدارس کے مہتممین ومدرسین کے نام ہدایات جاری کی ہیں کہ ہر مسجد ومدرسہ میں زلزلے کے شہداء کے درجات کی بلندی،بیماروں کی صحت یابی اور ان کے لواحقین وپسماندگان کے صبر جمیل کی دعائیں کی جائیں اور ہر سطح پر جس قدر ممکن ہو سکے دکھ کی اس گھڑی میں متاثرینِ زلزلہ کی جانی ومالی ہر طرح سے مدد کی جائے۔الحمدللہ ملک بھر میں دعاؤں اور خدمت کا سلسلہ جاری ہے۔اس مضمون کے ذریعے وطن عزیز کے ہر ہر فرد سے یہ اپیل کروں گا کہ یہ ایک قومی اور ملی سانحہ ہے۔دکھ کی اس گھڑی میں ہم نے ایک دوسرے کا دست وبازو بننا ہے،ایک دوسرے کو سہارا اور حوصلہ دینا ہے خاص طور پر حکمرانوں اور اربابِ اختیار سے ہماری یہ درخواست ہوگی کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کی ادائی کا خاص اہتمام کریں اور منصوبہ بندی اور شفافیت کے ساتھ متاثرین کی امداد وبحالی کو یقینی بنائیں۔2005ء کا زلزلہ ہمارے سامنے ہے اس وقت قوم نے جس ایثار سے کام لیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے،پوری دنیا کی طرف سے جو تعاون کیا گیا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے لیکن ہمارے ہاں بدنظمی،منصوبہ بندی کے فقدان،اقرباء پروری،دیانت وامانت کے معاملے میں بدترین کوتاہیوں جیسے جو دیرینہ مسائل ہیں ان کی وجہ سے اس ایثار اور تعاون سے کماحقہٗ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکا اب کی بار ضرورت اس امر کی ہے اس وقت کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو دوہرایا نہ جائے اور پوری سنجیدگی اور دیانتداری سے متاثرین کی معاونت اور بحالی کا اہتمام کیا جائے۔اللہ رب العزت ہماری خصوصی مدد ونصرت فرمائیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جامعہ خیرالمدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

حکومت سے ٹھیکہ لے کر آگے مزید ٹھیکہ پر دینا

مفتی محمد عبداللہ صاحب (رئیس دارالافتاء جامعہ خیرالمدارس ملتان)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ!

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارہ میں:

ایک آدمی مثلاً زید سڑک بنانے کا ٹھیکہ حکومت سے مثلاً ۸ لاکھ روپے کے عوض لیتا ہے پھر وہ ٹھیکہ آگے ایک دوسرے آدمی (خالد) کو ۶ لاکھ روپے کے عوض فروخت کرتا ہے، پھر خالد وہ سڑک بناتا ہے، اب یہ ۲ لاکھ روپے جو زید نے خالد سے منافع لیا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: غنی الرحمٰن

ال ج

صورتِ مسئولہ کا حکم صراحۃً عربی اور اردو فتاوی نہیں ملا، تاہم اس مسئلہ میں دو باتیں قابل غور ہیں۔

نمبر:۱ اپنا کام دوسرے سے کروانا یہ شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ مستاجر کے خود کام کرنے کی شرط نہ لگائی گئی ہو، اگر خود کام کرنے کی شرط لگائی ہو تو اس صورت میں دوسرے سے کام کروانا جائز نہیں ہے

قولہ فان اطلق لہ العمل فلہ ان یستاجر من یعملہ لان المستحق علیہ عمل فی ذمتہ و یمکنہ ایفاءہ بنفسہ و بالاستعانۃ بغیرہ بمنزلۃ ایفاء الدین (الجوہرۃ النیرۃ ص ۲۷۵، ج ۱)

لہٰذا اگر حکومت کی طرف سے ٹھیکیدار کا خود کام کرنا شرط نہ ہو اور آگے ٹھیکہ پر دینا جرم نہ ہو تو پھر دوسرے کو سڑک کا ٹھیکہ دینا جائز ہوگا۔

نمبر۲: بلا عمل کچھ رقم بچا لینا اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے اس کی نظیر مضاربت کے باب میں موجود ہے:

رجل دفع الی غیرہ ما لا مضاربۃ و قال اعمل فیہ برأیک علی ان ما رزق اللہ من الربح یکون بیننا او قال یکون بیننا نصفین فدفع الاول الی غیرہ مضاربۃ و شرط الثانی ثلث الربح جاز و یکون للثانی ثلث الربح ولرب المال نصف الربح و للمضارب الاول سدس (ہندیہ ص ۴۴۳، ج ۴)

اس سے معلوم ہوا کہ عمل کے بغیر بھی نفع کا استحقاق ہوسکتا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں دو لاکھ ٹھیکیدار نے جو بچا لیا ہے اس کی گنجائش ہے۔ الحاصل: سڑک کے طے شدہ معیار میں اگر فرق نہ آئے تو اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

فقط واللہ تعالی اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
(رئیس دارالافتاء)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مروجہ اجرت سے مزدور کو کم اجرت دینا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ!

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارہ میں:

ایک آدمی ناصر نے کسی ملک میں اپنی کمپنی برائے فراہمی مزدوراں بناتا ہے، اس ملک کے قوانین کے مطابق اپنی کمپنی رجسٹرڈ کرواتا ہے، اور جملہ قواعد وضروریات (مثلاً دفتر، مکان، گاڑی برائے ترسیل مزدوراں وغیرہ) کو مکمل کرواتا ہے، اس ملک کا متعلقہ ادارہ اس شخص کو لائسنس جاری کرتا ہے اور یہ پاکستان سے مزدوروں کو اس ملک میں قانونی تقاضوں کے مطابق بیرون ملک لے جاتا ہے، وہاں ان کی رہائش، کام ودیگر معاہدہ جملہ امور کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اب یہ بین الاقوامی بڑی بڑی کمپنیوں میں ان کو کام پر لگاتا ہے، جس میں تقریباً ۱۴ سے ۱۶ روپے فی گھنٹہ اجرت مزدور مروج ہے، مگر وہ مزدور کو ۵ روپے فی گھنٹہ بمطابق معاہدہ ادا کرتا ہے، بقیہ رقم میں سے ۲ روپے فی گھنٹہ اس بڑی کمپنی میں فورمین یا کسی ذمہ دار کو کمیشن دیتا ہے تاکہ اس کے مزدور کام پر لگے رہیں۔ اور بقیہ رقم خود لیتا ہے، جس سے وہ مزدوروں کو رہائش، علاج ودیگر ضروریات بھی پوری کرتا ہے، اور اپنے لیے بھی رقم بچاتا ہے، جو مزدوروں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ:

- کیا اس طرح آگے مزدوروں کی سپلائی جائز ہے؟
- کام کے حصول اور باقی رہنے کے لیے آگے کمیشن دینا جائز ہے؟
- ''مزدور اجرت کم اور کمپنی مالک کی بچت زیادہ'' کا فارمولا جائز ہے؟

اگرچہ مزدور کو یہ ساری حقیقت پہلے سے معلوم ہوتی ہے اور وہ اس پر رضامند ہوتا ہے۔

ج

دو روپے فی گھنٹہ فورمین یا کسی ذمہ دار آفیسر کو دینا رشوت کے زمرے میں آتا ہے، بڑی کمپنی سے سال یا دو سال کا معاہدہ ہونا چاہیے کہ بلاعذر، بلاقصور کمپنی مزدور کو فارغ نہ کرے گی تاکہ مزدور بلاوجہ فارغ کرنے کی صورت میں بے یار ومددگار پھرتے ہیں۔ باقی رہائش، علاج معالجہ وغیرہ کے بارے میں مزدوروں کو آزادی دی جائے، چاہیں تو وہ سہولیات ناصر سے لے لیں یا وہ خود انتظام کرلیں۔ محنت اور بھاگ دوڑ کے مقابلہ میں مزدوروں سے کرایہ، ویزہ وغیرہ کے ضروری اخراجات کے علاوہ زائد رقم لے سکتا ہے، لیکن رہائش، علاج معالجہ کی مد میں غبن فاحش جائز نہیں بالخصوص جب کہ وہ خوشدلی سے نہ ہو۔ اسی طرح ۱۶ روپے فی گھنٹہ اجرت کے مزدور کو صرف پانچ روپے فی گھنٹہ دینا بھی ظلم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

’’ڈاڑھی سے متعلق‘‘ مولانا عمار خان ناصر کے ایک اشکال کا حل

مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی صاحب (جامعہ فاروقیہ کراچی)

مولانا عمار خان ناصر صاحب کی کتاب ’’براہین‘‘ (استفسارات، داڑھی کا مسئلہ، ص: ۷۰۱-۷۰۳، دارالکتاب) میں داڑھی کے حکمِ شرعی کے بارے میں ایک سوال و جواب موجود ہے، جس میں مولانا عمار خان ناصر صاحب فرماتے ہیں:

’’میری طالب علمانہ رائے میں داڑھی کو ایک امرِ فطرت کے طور پر دینی مطلوبات میں شمار کرنے کے حوالے سے استاذِ گرامی کا قولِ قدیم اَقرب الی الصواب ہے۔ البتہ اس میں داڑھی کو ’’شعار‘‘ مقرر کیے جانے کی جو بات کہی گئی ہے، اس پر یہ اِشکال ہوتا ہے......................اِلخ‘‘۔

یعنی: مسئلہ داڑھی کے بارے میں موصوف جمہور فقہاء کرام کی طرح حکم شرعی ہونے کے قائل ہیں، تاہم! انہیں داڑھی کو شعار قرار دیئے جانے پر اشکال ہے، داڑھی کا شعائرِ اسلام، فطرتِ انسانی، فطرتِ اسلامی سے ہونا اور داڑھی کا وجوب یا شرعی حکم ہونا قرآن و سنت سے پوری طرح واضح اور صاف ہے، چنانچہ! زیرِ نظر تحریر میں مولانا عمار خان ناصر صاحب کا اشکال حل کرنے کی ایک طالب علمانہ کوشش کی گئی ہے، امید ہے کہ بنظرِ انصاف اسے دیکھا جائے گا، ذیل میں اوّلا: مولانا عمار خان ناصر صاحب سے کیا گیا سوال اور اس کا جواب؛ اور اس کے بعد اس کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

سوال: میں نے غامدی صاحب کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ داڑھی کا دینی احکام سے کوئی تعلق نہیں اور داڑھی رکھنا واجب نہیں، لیکن علامہ راشدی صاحب نے اپنے خطاب میں ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ ’’مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں داڑھی بڑھاؤں اور مونچھوں کو گھٹاؤں۔‘‘ اس ضمن میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: دین میں داڑھی کی حیثیت کے بارے میں استاذِ گرامی جناب جاوید احمد غامدی کے دو قول ہیں: قولِ جدید کے مطابق یہ اُن کے نزدیک کوئی دینی نوعیت رکھنے والی چیز نہیں، جب کہ قولِ قدیم یہ ہے کہ اسے دین کے ایک شعار اور انبیاء کی سنت کی حیثیت حاصل ہے۔ ۱۹۸۶ء میں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے لکھا کہ:

’’داڑھی نبیوں کی سنت ہے۔ ملتِ اسلامی میں یہ ایک سنتِ متواترہ کی حیثیت سے ثابت ہے۔ نبی ﷺ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نے اسے اُن دس چیزوں میں شُمار کیا ہے جو آپ کے ارشاد کے مطابق اس فطرت کا تقاضا ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت میں کوئی تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿لا تبديل لخلق الله ذٰلك الدين القيم ولكن أكثر الناس لا يعلمون﴾ ''اللہ کی بنائی ہوئی فطرت کو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

بنی آدم کی قدیم ترین روایت ہے کہ مختلف اقوام وملل اپنی شناخت کے لیے کچھ علامات مقرر کرتی ہیں۔ یہ علامات اُن کے لیے ہمیشہ قابلِ احترام ہوتی ہیں۔ زندہ قومیں اپنی کسی علامت کو ترک کرتی ہیں، نہ اس کی اہانت گوارا کرتی ہیں۔ اس زمانے میں جھنڈے اور ترانے اور اس طرح کی دوسری چیزوں کو ہر قوم میں یہی حیثیت حاصل ہے، دین کی بنیاد پر جو ملت وجود میں آتی ہے، اس کی علامات میں سے ایک یہ داڑھی ہے۔ نبی ﷺ نے جن دس چیزوں کو فطرت میں سے قرار دیا ہے، ان میں سے ایک ختنہ بھی ہے۔ ختنہ ملتِ ابراہیمی کی علامت یا شعار ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ داڑھی کی حیثیت بھی اس ملت کے شعار کی ہے، چنانچہ کوئی شخص اگر داڑھی نہیں رکھتا تو گویا وہ اپنے اس عمل سے اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ وہ ملتِ اسلامی میں شامل نہیں ہے۔ اس زمانے میں کوئی شخص اگر اس ملک کے علَم اور ترانے کو غیر ضروری قرار دے تو ہمارے یہ دانش ور امید نہیں ہے کہ اُسے یہاں جینے کی اجازت دینے کے لیے بھی تیار ہوں۔ لیکن اسے کیا کیجیے کہ دین کے ایک شعار سے بے پروائی اور بعض مواقع پر اس کی اہانت اب ان لوگوں کا شعار بن چکا ہے۔ ہمیں ان کے مقابلے میں بہر حال اپنے شعار پر قائم رہنا چاہیے۔'' (اشراق، ستمبر: ۱۹۸۶ء)

میری طالب علمانہ رائے میں داڑھی کو ایک امرِ فطرت کے طور پر دینی مطلوبات میں شمار کرنے کے حوالے سے استاذِ گرامی کا قولِ قدیم اَقرب الی الصواب ہے۔ البتہ اس میں داڑھی کو ''شعار'' مقرر کیے جانے کی جو بات کہی گئی ہے، اس پر یہ اِشکال ہوتا ہے کہ روایات کے مطابق صحابہ کرام وتابعین کے عہد میں بعض مقدمات میں مجرم کی تذلیل کے لیے سزا کے طور پر اس کی داڑھی مونڈ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس نوعیت کے فیصلے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سعد بن ابراہیم اور عمرو بن شعیب ؓ سے منقول ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث: ۳۳۵۲۸۔ اخبار القضاۃ لوکیع: ۱/۱۵۹)

اگر یہ حضرات داڑھی کو کوئی باقاعدہ شعار سمجھتے تو یقیناً مذکورہ فیصلہ نہ کرتے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے: کسی علاقے کے مسلمان اجتماعی طور پر کوئی جرم کریں اور سزا کے طور پر ان کی کسی مسجد کو منہدم کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اسی طرح داڑھی کو دینی شعار سمجھتے ہوئے اسے تعزیراً مونڈ دینے کا فیصلہ بھی ناقابلِ فہم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے فقہاء کے ہاں عام طور پر یہی مؤقف اختیار کیا گیا ہے کہ تعزیر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے طور پر کسی مسلمان کی داڑھی نہیں مونڈی جا سکتی۔ واللہ اعلم۔ (براہین، استفسارات، داڑھی کا مسئلہ، ص: ۱۰۷/۳۰۷، دار الکتاب)

جناب جاوید احمد غامدی صاحب کے داڑھی سے متعلق خیالات پر تو کسی اور مجلس میں روشنی ڈالیں گے، فی الحال تو جناب مولانا عمار خان ناصر صاحب کے مذکورہ جواب کا جائزہ لینا پیش نظر ہے، مولانا عمار خان ناصر صاحب کے وسعتِ مطالعہ کی گواہی شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب زید مجدہ کے قلم سے سامنے آچکنے کے بعد مذکورہ جواب کو دیکھیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعتراض کسی جگہ مولانا عمار خان ناصر صاحب کی نظر سے گزرا ہوگا، وہاں سے ہی بلا تحقیق، اصل کی طرف مراجعت کیے بغیر ہی نقل کر دیا، اس لیے کہ ''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں موجود اس اثر پر دورِ حاضر کے مشہور محدث، ''شیخ محمد عوامہ'' کی تحقیق پر ہی ایک نظر ڈال لینا جناب عمار خان ناصر صاحب کے اِشکال کا قلع قمع کر دیتا ہے تو پھر ایک اہم ترین امرِ شرعی سے متعلق تشکیک پیدا کرنے والے انداز تحریر کو اپنانا کسی طرح بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا، اس لیے کہ کسی بھی بات کا کسی اثر یا حدیث میں محض موجود ہونا، مسئلہ شرعی کے اثبات کا ذریعہ نہیں بن سکتا ہے، اِس کے لیے اُس اثر یا حدیث کی اِسنادی حیثیت، اُس کے ناسخ و منسوخ، راجح و مرجوح یا شاذ و منکر وغیرہ دیکھنے کی بہت بڑی حیثیت ہے۔

دینیات کا ایک مبتدی طالب علم، یا منتہی (جواز خود تحقیق وغیرہ سے دور محض شخصیات پر ہی اعتماد کا عادی ہو) یا عصری علوم وفنون سے متعلق کوئی فرد اس جواب اور بالخصوص خط کشیدہ تعبیرات (اس پر یہ اِشکال ہوتا ہے کہ روایات کے مطابق صحابہ کرام وتابعین کے عہد میں بعض مقدمات میں مجرم کی تذلیل کے لیے سزا کے طور پر اس کی داڑھی مونڈ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس نوعیت کے فیصلے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سعد بن ابراہیم اور عمرو بن شعیب سے منقول ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۳۳۵۲۸۔ اخبار القضاۃ لوکیع: ۱/۱۵۹) اگر یہ حضرات داڑھی کو کوئی باقاعدہ شعار سمجھتے تو یقیناً مذکورہ فیصلہ نہ کرتے۔.................................

اسی طرح داڑھی کو دینی شعار سمجھتے ہوئے اسے تعزیراً مونڈ دینے کا فیصلہ بھی ناقابلِ فہم ہے۔) کو پڑھے گا، تو داڑھی سے متعلق اُس کا ذہن سلامت نہیں رہے گا، بلکہ وہ ذہنی طور پر اس مسئلہ داڑھی سے متعلق متزلزل ہو کر دوسروں کے سامنے یہ مسئلہ کھل کر واضح طور بیان بھی نہیں کر سکے گا، اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ خطرہ ہوگا کہ کہیں وہ خود بھی اس امر شرعی کا تارک ہی نہ ہو جائے۔

مذکورہ تمہید کے بعد آیئے دیکھتے ہیں کہ ایسا فیصلہ کرنے والے حضرات کون کون ہیں، اُن کے یہ فیصلے ایک بار ہوئے یا متعدد بار، ان فیصلوں کی سند یا ماٰخذ کیا ہے؟

مجرم کی تذلیل کے لیے سزا کے طور پر اس کی داڑھی مونڈ دینے کے فیصلہ سے متعلق ایک اثر ''المصنف لابن ابی شیبہ'' میں دو مقامات پر حضرت عمرو بن شعیب سے منقول ہے: ایک کتاب الحدود میں اور دوسرا کتاب السیر میں، دونوں جگہ سند ایک ہی ہے۔ مکمل اثر ملاحظہ فرمائیں:

حدثنا عبد الوهاب الثقفي، عن المثنى، عن عمرو بن شعيب قال: إذا وُجِد الغلول

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عنـد الـرجـلِ أُخـذ وجُـلـد مائة وحُلق رأسُه ولِحيتُه، وأُخذ ما كان في رِحله من شيئ إلا الـحيـوان، وأُحـرق رحـلُـه، ولم يأخذ سهما في المسلمين أبدا، قال: وبلغني أنّ أبا بكر وعمر كانا يفعلانه"۔

(المصنف لابن ابي شيبة، كتاب الحدود، باب في الرجل يؤخذ وقد غل، رقم الحديث:۲۹۲۷۹، ۱۴/۵۰۴، ۵۰۵، وكذا في كتاب السير، الرجل يوجد عنده الغلول، رقم الحديث:۳۴۲۲۵، ۱۸/۱۶۶، ۱۶۷، إدارة القرآن بكراتشي)

مذکورہ اثر سے تعزیراً حلقِ لحیہ کے اثبات پر استدلال کرنا بوجوہ درست نہیں ہے:

(۱) مذکورہ اثر کی سند میں ایک راوی "المثنیٰ" ہیں، ان کا پورا نام "المثنیٰ بن الصباح الیمانی" ہے، یہ اکثر ائمۂ رجال (امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، امام ترمذی، امام نسائی، ابن عدی، امام دار قطنی، الجوزجانی رحمہم اللہ وغیرہ) کی تصریحات کے مطابق ضعیف راوی ہیں، (کتبِ رجال میں ان کے بارے میں "**لا یسوی حدیثه شیئا، مضطرب الحدیث، لیس بثقة، متروک الحدیث، ضعیف اختلط بأخرة، والضعف علیٰ حدیثه بیّن، لین الحدیث**"، جیسے اقوالِ جرح منقول ہیں) چنانچہ! تعزیراً حلقِ لحیہ کا حکم مذکورہ اثر سے ثابت نہیں ہوگا۔ (ملاحظہ ہو: تہذیب الکمال، رقم الترجمہ:۵۷۷۳، ۲۷/۲۰۳، الجرح والتعدیل، رقم الترجمہ:۱۴۰۴، الکامل لابن عدي:۳/۱۵۰، الکاشف، رقم الترجمہ:۵۲۸۰، ۴/۲۴۰، تقریب التہذیب، رقم الترجمہ:۶۴۷۱، ص:۵۱۹)

(۲) مذکورہ اثر کے راوی "حضرت عمرو بن شعیب" ہیں، یہ صحابیٔ رسول نہیں ہیں، اور ان کے تابعی ہونے میں بھی ائمۂ رجال کا اختلاف ہے، امام دار قطنیؒ نے ان کے تابعی ہونے کا انکار کیا ہے، البتہ امام مزی ؒ نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے، کہ ان کا دو صحابیات (رُبَیِّع بنت مُعَوِّذ بن عفراء اور زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما) سے سماع ثابت ہے، لہٰذا امام مزی ؒ کی تصریح کے مطابق ان کا تابعی ہونا ثابت ہو تو بھی ان کا شمار صغار تابعین میں ہوگا۔ (تہذیب الکمال، ترجمہ: عمرو بن شعیب، رقم:۴۹۶۹، ۱۴/۲۴۴، دار الفکر) لہٰذا ان کی ذکر کردہ روایت کا درجہ مرفوع روایات کے برابر نہیں ہوگا، بالخصوص جب کہ راوی حدیث غلول (یعنی: خیانت) کی سزا میں ("حلقِ لحیہ" کی) ایسی زیادتی ثابت کر رہا ہو، جو مذکورہ حدیث کے علاوہ اس موضوع کی دیگر روایات میں نہیں پائی جاتی۔

(۳) علاوہ ازیں! مذکورہ اثر میں منقول الفاظ (**کانا یفعلانه**) سے اس عمل کی مداومت معلوم ہوتی ہے، جو کسی بھی طرح درست نہیں ہے، اس حال میں کہ یہ امر (حلقِ لحیہ) سوائے اس اثر کے جو "المصنف لابن ابی شیبہ" میں موجود ہے، کہیں بھی اصحابِ سنن و اربابِ روایات سے نقل نہیں کیا گیا، اور اس پر مستزاد یہ کہ اس اثر کے دوسرے اجزاء میں سے "احراق متاع الغالّ" پر بھی فقہاءِ احناف اور دیگر کبار محدثین کرام رحمہم اللہ نے تنقیدی و تحقیقی کلام کر کے غیر معتبر اور نا قابلِ عمل قرار دیا ہے، چنانچہ! جس حدیث میں خیانت کرنے والے کے سامان کو جلا دینے کا حکم منقول ہے، اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے امام ترمذی، امام بخاری، امام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دار قطنی، امام محمد، علامہ سرخسی، حافظ ابن حجر اور ملا علی قاری وغیرہ رحمہم اللہ نے اسے نا قابلِ استدلال اور شاذ قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: نیل الاوطار، کتاب الجهاد والسير، باب: التشديد في الغلول، تحريق رحل الغالّ، رقم الحدیث: ۳۴۱۳، ۳۴۱۴، ۷/۳۵۲۔ عون المعبود، کتاب الجهاد، باب: في عقوبة الغلول: رقم الحدیث: ۲۷۱۳، ۷/۲۷۳۔ تحفۃ الأحوذی، ابواب الحدود، باب: ما جاء في الغال ما يصنع به، رقم الحدیث: ۱۴۶۱، ۵/۲۴۔ شرح کتاب السیر الکبیر، ما جاء في الغلول، ۴/۵۹، ۶۰۔ فتح الباری، کتاب الجهاد والسير، باب: القليل من الغلول، رقم الحدیث: ۳۰۷۴، ۶/۲۳۰۔ مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجهاد، باب: قسمة الغنائم والغلول فيها، رقم الحدیث: ۳۹۹۷، ۱۲/۱۹۷)

چنانچہ! جس طرح جمہور ائمہ کرام رحمہم اللہ کے نزدیک خیانت کرنے والے کے سامان کو تعزیراً جلا دینا قابلِ قبول نہیں، اسی طرح تعزیراً اس کی داڑھی کو مونڈ دینا بھی قابلِ قبول نہیں ہوگا۔

واضح رہے اس حدیث (''إحراق متاع الغال'' پر امام احمد، اوزاعی اور حسن بصری رحمہم اللہ کا عمل بھی ہے، اس کے باوجود اس پر بے شمار ائمہ کا کلام ہے تو اس کے برعکس جس اثر کو نہ کسی نے نقل کیا اور نہ ہی اس پر کسی کا عمل رہا، اس کا کیا حال ہوگا؟!

(۴) مذکورہ اثر؛ انقطاع کی وجہ سے بھی ضعیف ہے، وہ اس طرح کہ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف نسبت کرتے ہوئے ذکر کیا: ''وبلغني أنّ أبا بكر وعمر ♦ كانا يفعلانه '' (یعنی: حضرت عمرو بن شعیب فرما رہے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی ایسا کیا کرتے تھے۔) حالانکہ! ان کا حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما سے سماع تو درکنار، رویت بھی ثابت نہیں ہے اور حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کے علاوہ کسی سے بھی حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کا یہ عمل منقول نہیں ہے، شیخ محمد عوامہ ''مصنف ابن ابی شیبہ'' کی تعلیقات میں مذکورہ اثر کے تحت لکھتے ہیں: ''ونسبة عمرو بن شعيب هذا الفعل إلى أبي بكر وعمر ضعيفة السند أيضاً، للانقطاع بينه وبينهما ''. (المصنف لابن أبي شيبة، کتاب الحدود، باب في الرجل يؤخذ وقد غل، رقم الحدیث: ۲۹۲۷۹، ۱۴/۵۰۴) لہٰذا اس جہت سے بھی اس اثر کا غیر مقبول ہونا ثابت ہو رہا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ مذکورہ اثر کی حیثیت ایسی نہیں ہے کہ اس سے استدلال کرتے ہوئے داڑھی کے شعار ہونے کی نفی کی جائے، یہ استدلال درست اور قابلِ تسلیم نہیں ہے۔

مذکورہ اثر کی اسنادی حیثیت واضح ہو جانے کے بعد جناب عمار خان صاحب کے اس جملے کہ ''اس نوعیت کے فیصلے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سعد بن ابراہیم اور عمرو بن شعیب سے منقول ہیں۔'' پر بھی غور کر لیا جائے کہ مذکورہ اثر کے صحیح ہونے کی صورت میں اِسے لفظِ ''فیصلے'' کی بجائے لفظِ ''فیصلہ'' سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

نیز! اس فیصلہ کا صدور (قطع نظر اس بات کے کہ اس کی حیثیت کیسی ہے) اس اثر کے مطابق حضراتِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شیخین رضی اللہ عنہما سے ہوا یا عمار خان صاحب کے ذکر کردہ چار اَفراد سے؟ مذکورہ اثر میں تو صرف حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے، ثانی الذکر دو افراد کے فیصلوں کا ذکر ہمیں نہیں ملا، اگر وہ بھی سامنے آجائیں تو ان کی اسنادی حیثیت پر بھی غور کیا جاسکتا ہے۔

علاوہ ازیں! مذکورہ چار افراد میں سے ''عمرو بن شعیب'' فیصلے کو نقل کرنے والے راوی ہیں (جیسا کہ المصنف کی روایت سے معلوم ہو رہا ہے) یا خود فیصلہ کرنے والے؟؟ (جیسا کہ عمار خان ناصر صاحب کی تحریر سے معلوم ہو رہا ہے) یہ قضیہ بھی حل طلب ہے۔

آخر میں جناب عمار خان صاحب کا یہ نتیجہ نکالنا کہ ''اگر یہ حضرات داڑھی کو کوئی باقاعدہ شعار سمجھتے تو یقیناً مذکورہ فیصلہ نہ کرتے۔'' اور اپنے اس نتیجے کی دلیل کے لیے ایک عقلی نظیر (اس کی مثال ایسے ہی ہے، جیسے: کسی علاقے کے مسلمان اجتماعی طور پر کوئی جرم کریں اور سزا کے طور پر ان کی کسی مسجد کو منہدم کردیا جائے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا۔) پیش کرنا بھی درست نہیں، اس لیے کہ مسجد کے شعار ہونے میں اور داڑھی کے شعار ہونے میں فرق ہے، وہ اس طرح کہ اول الذکر کا تعلق مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اور اجتماعی مفاد سے ہے، اس لیے کسی جرم کی بنا پر اس کو منہدم کرنا یقیناً جائز نہیں ہوگا، لیکن اس کے برخلاف داڑھی کا تعلق ایک شخصی زندگی سے ہے، لہٰذا بر تقدیرِ صحتِ اثر اگر داڑھی کا حلق کیا بھی گیا تو تعزیر کے مقاصد کے عین مطابق ہے، کیوں کہ تعزیر سے مقصود زجر ہوتا ہے، جس کا (ایک ایسے معاشرے میں جہاں کوئی بھی داڑھی منڈا نہیں ہوتا تھا، لہٰذا وہاں حلقِ لحیہ کی صورت میں بدرجہ اتم) حاصل ہوجانا عین قرینِ قیاس ہے۔

اور بالفرض جناب عمار خان ناصر صاحب کے قضیے کے مطابق مسجد کے شعار ہونے اور داڑھی کے شعار ہونے میں کوئی فرق نہ بھی ہو تو بھی عمار خان ناصر صاحب کا یہ کہنا ''کسی علاقے کے مسلمان اجتماعی طور پر کوئی جرم کریں اور سزا کے طور پر ان کی کسی مسجد کو منہدم کردیا جائے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا۔'' ٹھیک نہیں ہوگا، اس لیے کہ جب کسی مسجد کی بنیاد شر وفتنہ کے لیے رکھی گئی ہو تو اسے منہدم کردینا جائز ہے، جیسا کہ مسجدِ ضرار کو جناب رسول اکرم ﷺ نے منہدم کروادیا تھا۔

الغرض! اگر تعزیراً حلقِ لحیہ ثابت بھی ہو تو اس سے داڑھی کا عدمِ شعار ہونا ثابت نہیں ہوتا. **اللھم أرنا الحق حقاً، وألھمنا اتباعه، وأرنا الباطل باطلًا، وألھمنا اجتنابه.**

دعائے صحت کی درخواست

ماہنامہ الخیر کے قاری حاجی اللہ بخش بھٹی صاحب (یارو کھوسہ، ڈی جی خان) دل کے عارضے میں مبتلا ہیں، ایک ماہ تک کارڈیالوجی سینٹر ملتان میں بھی زیرِ علاج رہے، اب صحت کافی بہتر ہے، قارئین الخیر اور جملہ احباب سے صحت وعافیت کی درخواست ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بیوی کے حقوق

از — حضرت مولانا محمد اختر صاحب مدظلہ (کراچی)

احقر راقم الحروف محمد اختر عرض کرتا ہے کہ شوہر اور بیوی کے حقوق کا علم نہ ہونے سے اکثر گھرانے پر لطف زندگی سے محروم ہیں، اس لیے چند ملفوظات حضرت اقدس مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے پیش کرنے سے قبل عورت کی تخلیق اور فطرت پر چند سطور تحریر کرتا ہوں۔

تاریخ تخلیق عورت:

حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی ص۲۳۳، ج۴ پر تحریر فرماتے ہیں: **عن ابن مسعود و ابن عباس و ناس من الصحابة رضی اللہ عنہم ان اللّٰہ تعالیٰ لما اخرج ابلیس من الجنة و اسکنھا آدم بقی فیھا ....قالت تسکن الی**

اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس کو جنت سے نکالا اور آدم علیہ السلام کو جنت میں مقیم فرمایا تو آدم علیہ السلام تنہا رہ گئے اور کوئی نہ تھا جس سے دل بہلاتے، پس اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری فرمادی، پھر بائیں طرف کی پسلی نکالی اور اس کی جگہ پر گوشت رکھا اور حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا، جب علیہ السلام آپ بیدار ہوئے تو دیکھا سرہانے ایک بڑی بی بیٹھی ہیں، دریافت فرمایا کون؟ کہا عورت، فرمایا کیوں پیدا کی گئی؟ کہا تاکہ آپ مجھ سے سکون اور انس حاصل کریں۔

اس کے بعد ملائکہ نے دریافت کیا حضرت آدم علیہ السلام سے، آپ کے علم کا اندازہ کرنے کے لیے کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا عورت، سوال کیا کہ ان کا نام عورت کیوں ہے؟ فرمایا کیونکہ یہ **خلقت من المراء** یعنی جھگڑے اور اعتراض کے مادہ سے پیدا ہوئی ہے، پھر دریافت کیا **ما اسمھا** ان کا نام کیا ہے؟ فرمایا حواء، **قالوا لم سمیت حواء ؟** دریافت کیا کہ ان کا نام حواء کیوں ہے؟ فرمایا **لانھا خلقت من الحیّ** کیونکہ یہ پیدا کی گئی ہے زندہ سے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ جب عورتوں کو حق تعالیٰ شانہ نے ٹیڑھی پسلی سے پیدا فرمایا ہے تو پھر ان کے اندر کچھ شوخیاں کچھ کج خلقیاں، کچھ کج ادائیں ضرور ہوں گی، اور ان کو برداشت کرنا ان کی ہی فطرت کے حقوق سے ہوگا جو ان کی آفرینش کے مادہ سے متعلق ہے۔

احادیث مبارکہ:

حدیث ☜: **استوصوا بالنساء خیرا فان المرأة خلقت من ضلع اعوج الخ** (جمع

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

الفوائد ص ۲۰۲)
ترجمہ : حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت فرمایا ہے کہ لوگو! وصیت کرو عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کرنے کی، پس تحقیق کہ عورت کو پیدا کیا گیا ہے ٹیڑھی پسلی سے اور اسی روایت میں ہے اگر ٹیڑھی پسلی کو سیدھا کروگے تو توڑ دوگے۔

حدیث۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ جب ہمارے پاس تشریف لاتے تھے، تو مسکراتے ہوئے تشریف لاتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کا ایک حق یہ بھی ہے اور آج کل ہم لوگوں کا معمول یہ ہے کہ باہر دوستوں میں خوب ہنسیں گے اور مسکرائیں گے اور گھر میں داخل ہوتے ہی تقدس مآب رشک بایزید بسطامی رحمہ اللہ بنے ہوئے نہایت متانت اور سنجیدگی کا چہرہ پرنشان لیے ہوئے جیسے کوئی حاکم فوجی اپنے ماتحتوں سے گارڈ آف آنر لینے کو باوقار آ رہا ہو۔

حدیث۲ : حضور ﷺ کا حکم ہے کہ جانوروں کی پیٹھ کو منبر نہ بناؤ (مشکوۃ)

حدیث۳: ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے زبان جانوروں کے بارے میں، جب سواری کرو تو ان کی قوت کا اندازہ کرلو اور قبل تھکنے کے ان کو چھوڑ دو، **اتقوا اللّٰہ فی ھذہ البھائم المعجمۃ فارکبوھا صالحۃ و اترکوھا صالحۃ** (مشکوۃ)

جب جانوروں کو نہ تھکانے کا حکم ہے تو کمزور عورتوں کی طاقت کو بھی دیکھ کر ان سے کام اور خدمت لینی چاہیے، ان کے تھکنے کے متعلق سوال کرلیا جاوے اور اپنی سمجھ سے کام لیا جاوے کہ مارے شرم اور مروت کے شاید نہ بتاویں۔

حدیث۴: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت اگر پانچ وقت کی نماز پڑھ لے اور رمضان شریف کے روزے رکھ لے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرلے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرلے تو اس سے کہا جائے گا کہ حشر کے دن جنت کے جس دروازہ سے تیرا جی چاہے داخل ہو جا، عورتوں کے لے جنت کس قدر آسان ہے۔

لیکن حدیث شریف میں ہے کہ عورتیں شوہر کی نافرمانی اور ناشکری کے وبال سے جہنم میں کثرت سے داخل ہوں گی اور اللہ تعالیٰ ہر مسلم عورت کو محفوظ فرمائیں شوہر کی نافرمانی اور ناشکری سے۔

حدیث۵ : جس عورت کا انتقال ہوا اور اس کا شوہر اس سے راضی ہو جنت میں داخل ہوگی (ترمذی، جمع الفوائد ص ۵۹۸)

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے ارشادات: (از کمالات اشرفیہ)

ملفوظ ۵۵۶ : فرمایا کہ بی بی کا حق یہ ہے کہ اس کو کچھ رقم ایسی بھی دو جس کو وہ اپنی مرضی سے خرچ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کرے، جس کو جیب خرچ کہتے ہیں، اس کی تعداد اپنی اور بیوی کی حیثیت کے موافق ہوسکتی ہے، مثلاً روپیہ، دوروپیہ، دس، بیس، پچاس روپے جیسی گنجائش ہو (ص ۱۲۰)

ملفوظ ٥٦١ : فرمایا کہ مردوں کو غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے کس عمدہ پیرایہ میں عورتوں کی سفارش کی ہے، فرماتے ہیں **و عاشروهن بالمعروف فان كرهتموهن فعسٰى ان تكرهوا شيئا و يجعل الله فيه خيرا كثيرا** ، عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اور اگر کسی وجہ سے تم کو وہ ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کو کوئی چیز ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت سی بھلائیاں رکھ دی ہوں، مثلاً عورت کی بدخلقی پر صبر کرنے سے اجر کثیر کا وعدہ ہے یا مثلاً اس سے کوئی اولاد ہو جاوے جو قیامت میں دستگیری کرے (ص ۱۲۱)

ملفوظ ٥٧٠ : فرمایا کہ ہر صورت میں مردوں کو اپنی بیبیوں کی قدر کرنی چاہیے دو وجہ سے: ایک تو بی بی ہونے کی وجہ سے کہ وہ ان کے ہاتھ میں قید ہیں اور یہ بات جوانمردی کے خلاف ہے کہ جو ہر طرح اپنے بس میں ہو اس کو تکلیف پہنچائی جاوے، دوسرے دین کی وجہ سے کیونکہ تم مسلمان ہو وہ بھی مسلمان ہیں، جیسے تم دین کے کام کرتے ہو وہ بھی کرتی ہیں اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ دین کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون زیادہ مقبول ہے۔

یہ کوئی بات ضروری نہیں کہ عورت مرد سے ہمیشہ گھٹی ہوئی ہو، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرد کے برابر بلکہ اس سے زیادہ ہو، پس عورتوں کو حقیر و ذلیل نہ سمجھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ بے کس اور مجبور اور شکستہ دل کا تھوڑا سا عمل بھی قبول فرما لیتے ہیں اور اس کے درجے بڑھا دیتے ہیں۔ (ص ۱۲۴)

⌘ حضرت حکیم الامت تھانوی ؒ نے ایک دن خطوط کا جواب لکھنا چاہا، مضامین کی آمد بند ہوگئی، تفسیر لکھنی چاہی مضامین کی آمد بند تھی، دل میں عجیب بے کیفی اور قبض طاری ہوا حق تعالیٰ شانہ سے دعا کی کہ اے رب! جو کوتاہی ہوگئی ہو اور جس کے سبب دل کا یہ حال ہو رہا ہے اس پر ہم کو تنبیہ اور ہدایت فرما دیجیے، تاکہ اس کی تلافی کرلوں۔

دل میں وارد ہوا کہ بڑی پیرانی صاحبہ نے کہا تھا کہ ہم کہیں ضرورت سے جا رہے ہیں، آپ صبح مرغیوں کو کھول کر دانہ پانی دیدیجیے گا، اور حضرت والا ؒ بھول گئے تھے، بس فوراً خانقاہ سے گھر تشریف لے گئے اور ڈربے سے ان کو کھولا، مرغیوں کے ڈربے کے اندر گھٹن ہو رہی تھی، بھوک پیاس کی تکلیف الگ تھی، جیسے ان کو آزادی ملی اور دانہ پانی ملا اور ان کی گھٹن دور ہوئی تو حضرت والا ؒ کے قلب سے قبض باطنی اور بے کیفی دور ہوئی اور مضامین کا فیضان شروع ہوگیا ہے، یہ بات احقر نے حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب ؒ سے سنی ہے۔

عبرت:

جب جانوروں کے دل گھٹانے سے یہ حال ہوتا ہے تو جو لوگ مخلوق خدا کو یا اپنی بیوی کو یا ماں باپ کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سناتے ہیں ان کے دل کا کیا حال ہوگا،**فاعتبروا یا اولی الابصار۔**

تفسیر روح المعانی:

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **خلق الانسان ضعیفا** ،انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے۔

علامہ آلوسی ؒ تفسیر فرماتے ہیں کہ **خلق الانسان ضعیفا ای فی امر النساء لا یصبر عنھن (قالہ طاؤس** ؒ) یعنی عورتوں کے بارے انسان کمزور ہے،ان کے معاملات میں صبر نہیں کر پاتا۔

حدیث:**و فی الخبر لا خیر فی النساء و لا صبر عنھن یغلبن**[🗀] **کریما و یغلبھن لئیم فاحب ان اکون کریما مغلوبا و لا احب ان اکون لئیما غالبا** (روح المعانی :پ ۵، ص ۱۴)

ترجمہ: روایت ہے کہ نہیں ہے خیر عورتوں میں علی الاطلاق (یعنی کچھ نہ کچھ ان میں ایسی باتیں ہوتی ہیں جن پر مجاہدہ اور صبر کرنا پڑتا ہے)اور نہ ان سے صبر کیا جاسکتا ہے،یعنی ان کے بغیر چارہ بھی نہیں، غالب ہوجاتی ہیں یہ عورتیں کریم مردوں پر (یعنی شریف اور اچھے اخلاق والے مردوں پر)اور غالب ہوجاتا ہے ان پر مغلوب الغضب بداخلاق اور کمینہ،پس میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں کریم رہوں اگرچہ مغلوب رہوں اور نہیں محبوب رکھتا اس بات کو کہ اپنے اخلاق کو خراب کرکے ان پر غالب ہوجاؤں اور لئیم ہوجاؤں)

ترجمہ قرآن کریم کے خواہش مند حضرات کے لیے خوشخبری

عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ خیر المدارس ملتان کی جامع مسجد میں جامعہ کے استاذ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ازہر صاحب زید مجدہم (مدیر ماہنامہ الخیر ملتان) فجر کی نماز کے بعد مختصر درسِ قرآن کریم ارشاد فرماتے ہیں، اسلاف کے نہج پر قرآن کریم کو سمجھنے کے خواہش مند حضرات اپنا نام اور واٹس اپ (Whats app) نمبر درج ذیل نمبرز پر بھیج دیں، ان شاء اللہ العزیز انہیں روزانہ کا درسِ قرآن موصول ہوتا رہے گا۔

رابطہ: مولانا محمد عمر فاروق سیال

نائب ناظم کتب خانہ جامعہ خیر المدارس ملتان

0333-7348966

🗀 اسی نوع کی روایت حاشیہ طحطاوی ص ۲۰۱ پر ان الفاظ سے ہے:**یغلبن الکرام و یغلبھن اللئام**

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے چند خطوط بنام سید محمد اکبر شاہ بخاری

تحریر: مولانا حافظ محمد سید اکبر شاہ بخاری صاحب (جام پور)

مخدوم العلماء میرے انتہائی مشفق ومہربان محسن ومربی حضرت اقدس مولانا محمد شریف جالندھری نوراللہ مرقدہ سابق مہتمم جامعہ خیرالمدارس ملتان اپنے دور کے جید علماء ومشائخ میں ایک بلند مقام پر فائز تھے۔آپ انتہائی سادہ طبعیت ،ملنسار، خندہ جبیں، متواضع ومفکرالمز اج اور اخلاق وعادات میں اپنے اکابر واسلاف کا کامل نمونہ تھے۔

نہایت درویش صفات کے مالک تھے،اپنے والد گرامی استاذ العلماء والفقہاء حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ بانی جامعہ خیرالمدارس کے سچے جانشین تھے۔حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی طالب علمانہ دور میں کئی بار الحمدللہ زیارت نصیب ہوئی۔جامعہ خیرالمدارس ملتان کے سالانہ جلسوں میں دیگر اکابرین علماءِ دیوبند بالخصوص حضرت شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثانی، مفتی اعظم حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع عثانی دیوبندی، شیخ المحد ثین حضرت العلامہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی، محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری، شمس العلماء حضرت علامہ شمس الحق افغانی، حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی، حضرت اقدس مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی ♦ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفیؒ اور دیگر سینکڑوں اکابر علماء وصلحاء اولیاء کی بفضلہٖ تعالیٰ زیارت وملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔عہد طفولیت سے حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ اور شیخ الاسلام پاکستان حضرت علامہ شبیر احمد عثانی، شیخ العرب والعجم حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی ♦ کے اسماء گرامی سننے میں آتے رہے اسی لئے ان بزرگانِ دین سے بچپن ہی سے عقیدت عشق کی حد تک قائم ہوگئی پھر جامعہ خیرالمدارس ملتان اور جامعہ اشرفیہ لاہور سے وابستگی کے صدقہ میں ان اکابر ومشائخ دیوبند سے والہانہ تعلق وعشق میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔

جامعہ خیرالمدارس میں میرے شفیق استاذ ومربی حضرت اقدس مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی اتنی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

محبت واحسانات ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے، حضرت شیخ جالندھری ؒ کو جام پور میں اپنی جامع مسجد عثمانیہ میں بیان کے لئے جلسہ میں شرکت کی دعوت دی، حضرت کی شفقت ومحبت وعنایت کہ دومرتبہ احقر راقم غفرلہ کی درخواست قبول فرماتے ہوئے تشریف لائے، ایک مرتبہ تو حضرت مولانا عبدالمجید انور ؒ کی ہمراہی میں اور دوسری مرتبہ ۱۹۷۸ء میں قافلہ تھانوی ؒ کی صورت میں حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی، حضرت مولانا حکیم محمد اختر کراچوی، حضرت ڈاکٹر حاجی عبدالمجید ریواڑی، حضرت مولانا مشرف علی تھانوی • اور حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی مدظلہ کے ساتھ مجلس صیانۃ المسلمین جام پور کے جلسہ میں تشریف لائے۔

اسی طرح سے ۱۹۸۰ء میں جب بندہ ناچیز کی درخواست پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی اور مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہ مجلس صیانۃ المسلمین کے جلسہ میں جام پور تشریف لائے تو حضرت مولانا محمد شریف جالندھری نے بھی جلسہ میں آنا تھا اور ان حضرات نے جامعہ خیرالمدارس ملتان پہنچ کر اکٹھے ہی جام پور آنا تھا مگر کسی اچانک وجوہ کی بناء پر آپ تشریف نہ لا سکے تھے۔ آپ کے دوراہتمام میں جب بھی خیرالمدارس میں کوئی پروگرام یا جلسہ ہوتا تو آپ کی محبت وشفقت کہ بندہ ناچیز کو حکم فرماتے کہ ضرور آنا ہے، ایک مرتبہ خیرالمدارس کے سالانہ جلسہ کے موقع پر بندہ کی درخواست پر حضرت والا ؒ نے حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی ؒ سے کمرے میں اکیلے ملوایا اور بندۂ ناچیز کا تعارف کرایا اور محبت بھرے الفاظ سے سرفراز فرمایا حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ سے بالمشافہ یہ پہلی ملاقات حضرت والا ؒ کے ذریعے ہوئی، ویسے تو بارہا اس سے قبل مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی زیارت اور بیانات سننے کا موقع مل چکا تھا دوتین مرتبہ حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کے ساتھ حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ ڈیرہ غازیخان بھی تشریف لا چکے تھے اور حضرت اقدس مولانا خیر محمد صاحبؒ اور مولانا احتشام الحق صاحبؒ کے آپس میں تعلقات انتہائی قریبی مخلصانہ ومحبانہ تھے، ان کے زمانہ میں بھی اور پھر حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمہ اللہ کے دوراہتمام میں بھی حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ باقاعدہ سالانہ جلسوں میں تشریف لاتے تھے اور مجلس شوریٰ کے اجلاسوں اور پروگراموں میں بھی مولانا احتشام الحق تھانویؒ خیرالمدارس ملتان تشریف لاتے رہے۔

بہرحال حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمہ اللہ سے بندۂ ناچیز کی عقیدت ومحبت مثالی تھی اور حضرت مولانا رحمہ اللہ احقر ناچیز سے بڑی محبت فرماتے تھے، آخر میں حج پر تشریف لے جانے سے قبل آپ دو چار روز پہلے مولانا عبدالستار رحمانی کی دعوت پر جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازیخان کے جلسہ میں تشریف لائے تھے برادرم مولانا محمد حنیف جالندھری زیدمجدہم بھی ہمراہ تھے جلسہ کے بعد مولانا عبدالستار رحمانی، حضرت اقدس مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا محمد حنیف جالندھری اور مولانا تنویر الحق تھانوی کو جو کہ کراچی سے جلسہ میں آئے تھے اور احقر ناکارہ کو ان حضرات کے ساتھ ایک علیحدہ شاندار کوٹھی میں لائے ہم چار تھے، کھانے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے بعد مولانا تنویر الحق صاحب اور مولانا حنیف صاحب اپنے اپنے بستروں پر بات چیت میں مصروف ہو گئے اور حضرت والا رحمہ اللہ اپنے بستر پر ہی مجھے بٹھا کر گفتگو میں محو ہو گئے، اکابر کی باتیں، واقعات وغیرہ احقر کو سناتے رہے، احقر نے بارہا عرض کی کہ حضرتؒ آپ آرام فرمالیں اور کچھ دیر سو جائیں رات بہت ہو چکی ہے مگر حضرتؒ کی محبت و شفقت کہ بندہ سے باتوں میں مصروف رہے اور فرماتے رہے کہ معلوم نہیں پھر ملاقات ہو بھی کہ نہ ہو، تین روز کے بعد میں حج کے لئے جا رہا ہوں، دل آپ سے باتیں کرنے کو چاہ رہا ہے، اسی طرح حضرتؒ باتیں فرماتے رہے کہ صبح فجر کی اذان ہو گئی، یہ حضرتؒ سے بندہ کی آخرت ملاقات تھی کہ ساری رات احقر سے محبت بھری گفتگو فرماتے رہے، میرے لئے یہ بڑی سعادت ہے حضرتؒ سے سینکڑوں ملاقاتیں اور باتیں ہوتی رہی تھیں مگر یہ یادگار ملاقات اور یہ یادگار رات تھی۔ حضرت والا رحمہ اللہ کی شفقتوں و ضیافتوں کا کہاں تک ذکر کروں، حضرت ؒ کے چند خطوط ہیں جنہیں ماہنامہ "الخیر" میں محفوظ کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو احقر کے نام لکھے تھے:

مکتوبات گرامی حضرت مولانا محمد شریف جالندھری ؒ:

مکتوب نمبر ۱: مکرمی و محترمی عزیزم سید محمد اکبر شاہ صاحب بخاری سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاجِ گرامی بخیر!

مورخہ ۲۵ر جمادی الاول ۱۳۹۸ھ بمطابق ۳ر مئی ۱۹۷۸ء بروز چہار شنبہ بوقت بعد نمازِ عصر ۵:۳۰ بجے بتقریب سعید جلسہ دستار بندی خیر المدارس ملتان

اسلامیانِ پاکستان ملتان کی طرف سے حکیم الاسلام حضرت اقدس مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحب دامت برکاتہم، دار العلوم دیوبند نبیرہ حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سرپرست مدرسہ خیر المدارس ملتان کی تشریف آوری پر ایک مجلس استقبالیہ دار الحدیث مدرسہ ہذا میں منعقد ہو رہی ہے، حسبِ پروگرام آپ کی شرکت ہمارے لئے باعث برکت ہوگی۔

المتمنی شرکت:

احقر محمد شریف جالندھری مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان

ودیگر ارکان مجلس استقبالیہ کمیٹی۔ حکیم سید انور علی شاہ صدر مجلس استقبالیہ ملتان

الحاج محمد شریف ہوشیار پوری خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ سرپرست مدرسہ ہذا

ملک عبد الغفور انوری، سیکرٹری مجلس استقبالیہ، ملتان

حاجی امیر الدین جالندھری، الحاج سیٹھ حبیب احمد جالندھری

ڈاکٹر محسن رضا خان، حاجی عبد الوحید و دیگر اراکین مجلس استقبالیہ

آپ عصر کی نماز مدرسہ خیر المدارس میں پڑھیں۔

والسلام احقر محمد شریف جالندھری ۱۵ر جمادی الاول ۱۳۹۸ھ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مکتوب نمبر ۲: عزیز مکرم و محترم المقام جناب حافظ سید اکبر شاہ صاحب بخاری زید مجدہ وسلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از سلام طلب خیریت ہے۔

گذارش ہے کہ آپ کے دونوں خطوط یکے بعد دیگرے ملے، مجلس صیانۃ المسلمین کے جلسہ کی دعوت پہنچی اگرچہ گذشتہ دنوں نزلہ سے بخار آتا رہا، لیکن الحمدللہ اب افاقہ ہے، ان شاء اللہ حضرت کی معیت میں حاضری دوں گا، اگر اسی ہفتہ عشرہ میں یہ معلوم ہو جائے کہ کتنے حضرات لاہور سے یہاں تشریف لائیں گے تو انتظام میں سہولت ہوگی، ۲۴ مارچ کو آپ کا آدمی بھی شام تک یہاں پہنچ جائے، میں نے نعت خواں حافظ محمد شریف منچن آبادی کو خط تحریر کر دیا تھا لیکن وہ عذر کر رہے ہیں کہ سے یہ تواریخ پہلے سے پڑی ہیں۔

جناب حضرت حاجی ڈاکٹر عبدالمجید صاحب مدظلہ بھی آج کل لاہور تشریف لے گئے ہیں، جملہ احباب کرام کی خدمت میں سلام مسنون کہہ دیں۔ احقر محمد شریف جالندھری مہتمم مدرسہ خیرالمدارس ملتان

مکتوب نمبر ۳: عزیزم محبّ و مکرم جناب حافظ محمد اکبر صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاجِ گرامی

میں نے آپ کے کہنے پر اور آپ کی فرمائش پر لاہور و کراچی کے حضرات کی خدمت میں سفارشی خطوط تحریر کر دیئے ہیں آپ اپنی حسب صوابدید پر اور کراچی کے لئے حضرت حکیم صاحب کی خدمت میں دعوت نامے روانہ فرما دیں اور اسی طرح سے لاہور والے حضرات کے لئے دعوت نامے باقاعدہ ارسال فرما دیں۔ و دیگر احباب کرام سے سلام مسنون کہہ دیں۔ والسلام مع الاکرام

احقر محمد شریف جالندھری

مکتوب نمبر ۴: عزیز محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

ہمیں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے مواعظ حسنہ باقاعدگی سے پڑھنے چاہئیں اور آپ کے قواعد وضوابط پر عمل کرنا چاہئے آپ کی کتاب آداب المعاشرت کا مطالعہ ضروری ہے اور احباب کو بھی یہ ہدایت فرما دیں کہ وہ بھی کتاب ہذا کا مطالعہ فرما دیں تو ان شاء اللہ اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ حیات المسلمین عماد الدین وغیرہ بھی زیرِ مطالعہ رہیں آئندہ برائے مہربانی جوابی خط سے خط و کتابت کی عادت بنائیں۔ اطلاعاً عرض ہے کہ سب احباب اس پر عمل کریں۔

والسلام مع الاکرام احقر محمد شریف جالندھری

مکتوب نمبر ۵: مکرم و محترم جناب حافظ صاحب زید مجدکم:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گرامی نامہ ملا، مسرت ہوئی۔

حق تعالیٰ بہمہ وجوہ خیر و عافیت سے رکھے، بندہ مصروف تھا اس لئے جلد جواب نہ دے سکا، مخدومی و سیدی حضرت والد صاحب ؒ کی خود نوشت سوانح حیات افسوس کہ ابھی تک طبع نہ ہو سکی، نیز حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی کی سوانح حیات جو ان کی خود نوشت ہے "انوار النظر فی آثار الظفر" یہاں ملتان سے تو دستیاب ہونا مشکل ہے البتہ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور سے یا کراچی سے معلوم کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ مل جائے گی، دعاؤں میں یاد فرمانا، مہربانی ہوگی۔ تمام احباب کرام کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔

والسلام احقر محمد شریف جالندھری مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان

مکتوب نمبر ۶: مکرم و محترم جناب سید اکبر شاہ صاحب بخاری زید مجدکم:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاجِ گرامی!

مرسلہ کتاب "سیرت عثمانی" (مولانا ظفر احمد عثمانی ؒ) کے دو نسخے آپ کا ہدیہ جلیلہ پہنچ کر باعث مسرت ہوا، بہت پسند آئی۔ جزاکم اللہ۔

شیخ المحدثین والمحققین جامع شریعت وطریقت شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی ؒ تو حضرات اکابر و اسلاف و بزرگانِ کرام کے فیض یافتہ و تربیت یافتہ خصوصاً اپنے مربی و مصلح حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی صاحب قدس سرہ کے علوم و معارف کے خزینہ تھے، وعظ و تقریر و طرز تکلم میں آپ سے مناسبت رکھتے تھے، عظیم محدث و فقیہ تھے بڑے اعلیٰ درجہ کے عالم تھے، مدرسہ خیر المدارس کے سرپرستوں میں شامل تھے حضرت والد صاحب ؒ سے گہرے مراسم و تعلقات تھے، اشرف السوانح میں بھی آپ کا ذکر خیر ہے حضرت والد صاحب ؒ کی وفات پر بہت افسوس فرمایا اور تعزیتی و تعریفی مضمون بھی تحریر فرمایا تھا، ان کی سوانح حیات "تذکرۃ الظفر" کے نام سے بڑی مفصل کتاب حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی مدظلہم نے شائع کرائی ہے جسے بار بار میں نے مطالعہ کیا ہے ثانیاً آپ نے "سیرت عثمانی" میں آپ نے ماشاء اللہ بزرگانِ دین کے کلماتِ طیبات کو مرتب فرما کر آنے والی نسلوں کے لئے اور اہلِ عقیدت کے لئے اسلاف کرام کی یاد قابل ذکر فرما دیا۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ زیر تحریری خدمات کی مزید ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء و ما توفیقی الا باللہ ان چند سطور پر اکتفاء کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے۔

احقر محمد شریف جالندھری۔ مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مکتوب نمبر ۷: محترم ومکرم جناب سید حافظ محمد اکبر شاہ بخاری صاحب:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۳؍مارچ ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند انڈیا میں جلسہ تقسیم اسناد و دستار فضیلت منعقد ہو رہا ہے جس میں شرکت کا قصد کر رہا ہوں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر بآسانی طے فرمائیں اور حق تعالیٰ اس کے اچھے اثرات پوری دنیا میں پہنچائے، جملہ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ احقر محمد شریف جالندھری

مکتوب نمبر ۸: محترم ومکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

اُمید ہے مزاجِ بخیر وعافیت ہوں گے۔

آنجناب کا مرسلہ ہدیہ ''مفتی اعظم پاکستان'' کا نسخہ مل کر بہت مسرت ہوئی ہے۔ حق تعالیٰ آپ کو اسلاف امت کی خدماتِ جلیلہ کا مزید شرف عطا فرمائے اور اس کار خیر کو ہمیشہ کے لئے جاری وساری رکھے، یہ نسخہ ماشاء اللہ بہت پسند آیا ''تذکرہ خطیب الامت'' (مولانا احتشام الحق تھانوی ؒ) کی اشاعت کا شدت سے انتظار ہے، حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی ؒ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں ہے وہ اکابر علماء دیوبند میں امتیازی حیثیت کے حامل شخصیت تھے ان کی خدماتِ جلیلہ ناقابلِ فراموش ہیں، آپ کی فرمائش پر حضرت والد صاحب ؒ اور مولانا احتشام الحق صاحب ؒ کے تعلقات پر ایک مضمون لکھ رہا ہوں ان شاء اللہ جلد ہی ارسال کردوں گا۔ احقر محمد شریف جالندھری۔ یکم ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ

مکتوب نمبر ۹: محترم ومکرم جناب سید اکبر شاہ صاحب:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے مضامین اور تالیفات کو دیکھ کر دلی مسرت ہوتی ہے، ماشاء اللہ آپ جو تبلیغ واشاعت دین کی خدمات جلیلہ انجام دے رہے ہیں دل سے دعائیں نکلتی ہیں خیر المدارس کا سالانہ جلسہ منعقد ہوگا اشتہارات ان شاء اللہ جلد شائع ہوں گے، آپ کی خدمت میں روانہ کر دیئے جائیں گے۔ ابھی تفصیلی اشتہارات دستیاب نہیں ہوئے، احباب کرام کی خدمت میں سلام مسنون۔ مولانا عبدالحی صاحب اور مولوی ندر محمد صاحب کی خدمت میں بالخصوص سلام مسنون۔ احقر محمد شریف جالندھری مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان

نوٹ: مفتی محمد حسن صاحب مفتی محمد شریف صاحب مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری، مولانا محمد یوسف بنوری اور مولانا احتشام الحق تھانوی ؒ پر تاثرات و مکتوبات ان حضرات کی سوانح حیات کتابوں میں شائع ہوئے ہیں۔ (سید اکبر شاہ بخاری غفرلہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نقد ونظر — محمد ازہر

کُتب نما

تسہیل الابواب:

تالیف: حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب

ناشر: جامعہ عمر بن الخطاب ♦، چوک سیدنا عمر فاروق ♦، شاہ رکن عالم کالونی ملتان

علومِ الٰہیہ میں ''صرف'' اور ''نحو'' کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، الفاظ اور عبارت کی صحت علم صرف اور علم نحو کی ممارست و مہارت پر موقوف ہے، عام طور پر علم صرف کی مختصر کتابوں میں بیان قواعد کے بعد مختلف ابواب کے مصادر لکھ دیے جاتے ہیں، ان کی گردانیں اساتذہ کی رہنمائی میں طلبہ خود کرتے ہیں، بعض مقامات پر اساتذہ کرام و طلبہ کو مشکلات بھی پیش آتی ہیں، آج کل ہمتیں پست اور استعدادیں کمزور ہیں، اس صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے جامعہ عمر بن الخطاب ♦ ملتان کے استاذ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمٰن زید مجدہم نے ''تسہیل الابواب'' کے عنوان سے مجرد اور مزید فیہ کے ابواب کی صرف صغیر، صرف کبیر اور تعلیلات جمع فرمادی ہیں، صرف کی مشہور کتاب ''ارشاد الصرف'' کی تعلیلات دقیق و غامض، جبکہ ''تسہیل الابواب'' کی تعلیلات سہل اور عام فہم ہیں، جو اساتذہ کرام اور طلبہ کے لیے یکساں مفید ہے، اس سے پہلے فاضل مؤلف کی تالیفات ''تسہیل المعانی، تسہیل السراجی، تسہیل الآثار، تسہیل الصرف، تسہیل السنن اور تسہیل التہذیب'' بھی اساتذہ و طلبہ میں مقبول و معروف ہیں۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت بہتر صفحات: ۴۷۴، قیمت: درج نہیں رابطہ: 0300-7345151

ارمغانِ فانی ♋ :

تالیف: حضرت مولانا نور اللہ نور صاحب وزیرستانی۔ پیش لفظ: حضرت مولانا عبد القیوم حقانی

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ ♦ خالق آباد نوشہرہ، کے پی کے، پاکستان

جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل اور مدرس حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی (بن حضرت مولانا عبد الحلیم صدر المدرسین، دار العلوم حقانیہ) گزشتہ سال ۲۶ فروری ۲۰۱۴ء کو اس جہان فانی کو چھوڑ کر عالم بقاء کی طرف سدھار گئے، وہ ایک جلیل القدر متبحر عالم ربانی کے گھر پیدا ہوئے، زمانہ طفولیت علمی و دینی ماحول میں گزرا، میٹرک کے بعد دار العلوم حقانیہ جیسی درسگاہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق قدس سرہ اور دار العلوم کے دیگر علماء ربانیین کی بابرکت صحبتیں میسر آئیں اور استفادہ کا موقع ملا، ۱۹۷۸ء میں فراغت کے بعد جوہر شناس اساتذہ کرام نے ان کو ان کی مادر علمی میں ہی تدریس کے لیے منتخب فرمایا، اس وقت سے لے کر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وفات تک اپنی مادر علمی میں تعلیمی، تدریسی، تالیفی، تصنیفی وتربیتی خدمات انجام دیتے رہے، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کثر اللہ آثارہم کے محبّ ومحبوب قریبی دوست، رفیق کار، ہم دم وہم راز، مخلص وبے تکلف ساتھی اور سچے مونس وغم خوار تھے، ایسے رفقاء واحباب کا میسر آجانا حق تعالیٰ شانہ کا انعام اور نعمت کبریٰ ہے، بحر علم وادب اور شعر وسخن کے شناور تھے، پاک وہند کے معروف جرائد میں ان کی علمی وادبی نگارشات اہل نظر سے مدتوں تک خراج تحسین وصول کرتی رہیں، ''ارمغانِ فانی ؒ''ان کی نگارشات، منظومات اور مکتوبات کا مجموعہ ہے جنہیں مولانا نوراللہ صاحب نور نے بڑی محنت اور سلیقے اپنے استاذ مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہم کے حکم سے جمع فرمایا ہے، کتاب کے شروع میں ''آسمانِ علم وادب کے روشن آفتاب'' کے عنوان سے مولانا حقانی کا مضمون کتاب کی جان ہے، اگر اس کتاب میں اس مضمون کے علاوہ کوئی اور تحریر نہ ہوتی تو بھی یہ کتاب ادب کے بلند شہ پاروں میں جگہ پانے کی مستحق تھی، معاصرین کی قدر ومنزلت کے اعتراف میں ہمارے ہاں بخل کا وہ درجہ پایا جاتا ہے جسے قرآن کریم نے ''شح'' سے تعبیر کیا ہے مگر مولانا عبدالقیوم حقانی جیسے عالم ربانی اس رذیلہ سے پاک ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کمال کی وجہ سے اور بہت سے کمالات سے نوازا ہے۔

کاغذ، کمپوزنگ طباعت بہتر صفحات:۲۹۶ قیمت: درج نہیں رابطہ:0301-3019928

التقریر السامی (ترجمہ وشرح: شرح ملا جامی):

افادات: حضرت مولانا شمشاد احمد صاحب مرتب: مولانا حافظ اعجاز احمد سبحانی

ناشر: مکتبہ امداد العلوم ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

استاذ الحدیث حضرت مولانا شمشاد احمد صاحب زید مجدہم گزشتہ کئی سالوں سے جامعہ خیر المدارس ملتان میں علوم وفنون کی دیگر کتب کے علاوہ ملا عبدالرحمٰن جامی ؒ کی شہرہ آفاق تالیف ''شرح ملا جامی'' کا درس دے رہے ہیں، علم نحو میں اختصار وجامعیت کی شاہکار کتاب ''کافیہ'' کی یہ شرح فنی نکات کی وجہ سے کافیہ کی تمام شروح پر فائق ہے، عام طور پر اس کی تدریس مشکل سمجھی جاتی ہے مگر کہنہ مشق اساتذہ اس کے مشکل کو طلبہ کے لیے دینی سلاست وبلاغت سے آسان کردیتے ہیں، ان ہی اساتذہ میں جامعہ خیر المدارس ملتان کے محبوب استاذ اور ناظم تعلیمات حضرت مولانا شمشاد احمد صاحب ہیں جن کا درس طلبہ میں بہت مقبول ہے، آپ کی شرح جامی کی املائی تقاریر کو آپ کے شاگرد رشید اور جامعہ خیر المدارس کے فاضل مولانا حافظ اعجاز احمد سبحانی نے بہت محنت سے جمع فرما کر ''التقریر السامی علی شرح الجامی'' کے نام سے شائع فرمایا ہے، یہ املائی تقریر ''مرفوعات سے بحث عطف البیان'' تک ۵۲۸ صفحات پر مشتمل ہے، کافیہ اور شرح جامی کے اساتذہ وطلبہ کے لیے گرانقدر تحفہ ہے۔

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت بہتر صفحات:۵۲۸ قیمت: درج نہیں رابطہ:0302-9635918

مروجہ تکافل اور شرعی وقف:

تالیف: شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب زید مجدہم

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ناشر: تعمیر معاشرہ جامعہ خلفاء راشدین ⌂، مدنی کالونی، ہاکس بے روڈ گریکس ماڑی پور، کراچی

اسلامی بینکاری اور تکافل (اسلامی بیمہ) کے جواز و عدم جواز کے بارے میں اہلِ علم کی آراء مختلف ہیں، اکثر اہل علم دلائل کی بنیاد پر ان کے جواز کے قائل ہیں (تاہم وہ اسے سو فیصد اسلامی قرار نہیں دیتے، بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ ان کا پیش کردہ اسلامی بینکاری اور تکافل کا نظام ۹۸،۹۷ فیصد اسلامی ہے جبکہ دو تین فیصد کو پورے نظام حکومت نے غیر شرعی ہونے کی وجہ سے تا حال اسلامی اصولوں پر استواء نہیں کہا جاسکا) دوسری طرف بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ مکمل طور پر غیر شرعی متبادل ہیں اور ان میں وہ تمام قباحتیں موجود ہیں جو عام بینکاری اور بیمہ میں پائی جاتی ہیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب کی رائے دوسرے فریق کے ساتھ ہے، ''مروجہ تکافل اور شرعی وقف'' میں انہوں نے اپنے اسی موقف کو مدلل کیا ہے، مانعین کے موقف سے آگاہی کے لیے یہ ایک قابل قدر کاوش ہے

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت عمدہ صفحات: ۲۰۸ قیمت درج نہیں رابطہ: 0333-2117851

الحاج بشیر احمد زرگر:

تالیف: ڈاکٹر عبدالشکور عظیم

ناشر: مسجد الفرقان، کینٹ بازار، ملیر کینٹ، کراچی

صالحین کا تذکرہ باعث برکت و رحمت ہے، ایسی ہی ایک ہستی جن کا نام نامی الحاج بشیر احمد صاحب ہے، کے حالات، واقعات اور ملفوظات کو ان کے برادر زادہ اور صاحب علم و قلم ڈاکٹر عبدالشکور عظیم نے دلچسپ اور شگفتہ انداز میں جمع فرمایا ہے، ان کے قابل رشک حالات و واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اکابر علماء حق سے گہری وابستگی اور والہانہ محبت رکھتے ہیں اور انہی کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، فاضل مؤلف ڈاکٹر عبدالشکور صاحب بلند پایہ علمی و ادبی ذوق کے حامل ہیں چنانچہ انہوں نے اپنے تایا جان کے ایمان افروز حالات و واقعات کو بہت شستہ انداز اور سلیقے سے بیان کیا ہے، انداز نگارش تکلف اور تصنع کے علائق سے پاک ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائیں اور اس کے نفع کو عام و تام فرمائیں۔

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت عمدہ صفحات ۳۹۲

درج ذیل پتے پر سو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر کتاب بذریعہ ڈاک منگوائی جاسکتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالشکور عظیم، سول ہسپتال سنانواں، تحصیل کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ۔

الجواہر النافعہ شرح کافیہ:

تالیف: حضرت مولانا شمشاد احمد صاحب مرتب: مولانا حافظ اعجاز احمد سبحانی

ناشر: مکتبہ سبحانیہ، نزد مدرسہ امداد العلوم شاہین آباد، ملتان۔ سٹاکسٹ: مکتبہ امداد العلوم ٹی بی روڈ ملتان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نحو کی شہرہ آفاق کتاب کافیہ، ابن حاجب ؒ کے بارے میں کسی نے کہا تھا ''کافیہ کافیست باقی دردسر'' یہ ضرب المثل اس اعتبار سے بالکل صحیح ہے کہ اگر کافیہ کو اچھی طرح کسی صاحب فن اور کہنہ مشق استاذ سے پڑھ لیا جائے تو علم نحو میں ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے، جو دیگر کتب سے بے نیاز کر دیتا ہے، حضرت مولانا شمشاد احمد صاحب استاذ الحدیث و ناظم تعلیمات جامعہ خیر المدارس ملتان جن کا بقدر کفایت تعارف سطور بالا میں التقریر السامی کے حوالہ سے ہو چکا ہے، سالہا سال تک کافیہ پڑھاتے رہے ہیں، ان کے دروس سے طلبہ کو خاص مناسبت ہے، ''الجواہر النافعہ'' انہی دروس کافیہ کا مجموعہ ہے، جنہیں آپ کے فاضل شاگرد مولانا حافظ اعجاز احمد سبحانی نے جمع فرمایا ہے، یہ دروس اساتذہ و طلبہ کے لیے حسب مراتب مفید ہیں،

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت بہتر صفحات:۳۷۲ قیمت: درج نہیں رابطہ:0300-9633721

تباہ کاریاں بوجہ سینوں کی بیماریاں:

تالیف: مولانا محمد شہباز قادری

ناشر: حسن اکیڈمی، چنوں موم، سیالکوٹ

باطنی امراض، ریاکاری، غصہ، تکبر، حسد، کینہ، بغض وغیرہ سے انسان کی نیکیاں برباد اور ایمان کمزور ہو جاتا ہے، مولانا محمد شہباز قادری نے اس کتابچہ میں ان امراض کی پہچان، تشخیص اور معالجہ کا تذکرہ فرمایا ہے جس کا مطالعہ اصلاحِ باطن کے لیے مفید ہے، علماء، طلبہ اور عوام الناس بھی خوب استفادہ کر سکتے ہیں۔

صفحات:۱۲۸ قیمت: درج نہیں رابطہ 0321-6125925

مکتوبات حقانی:

مکتوب الیہ: مولانا محمد اورنگ زیب اعوان ناشر: ادارہ تالیفات اسلامیہ، ہری پور (ہزارہ)

مولانا محمد اورنگ زیب اعوان، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہم کے تربیت یافتہ، خوشہ چین اور محبِّ خاص ہیں، انہوں نے ان موصوف کے دینی اصلاحی اور ادبی مکاتیب کو کتابی شکل دیدی ہے، تمام مکاتیب قابل مطالعہ اور حضرت حقانی صاحب کے علمی و ادبی ذوق کے آئینہ دار ہیں۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت عمدہ صفحات:۱۲۰ قیمت درج نہیں

اصلاح معاشرہ اور ہماری ذمہ داری:

افادات: حضرت شاہ ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب

ناشر: مدرسہ احیاء السنۃ و خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ فاروقہ، ضلع سرگودھا

حضرت ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب، عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب ؒ کے خلیفہ مجاز ہیں، مذکورہ رسالہ ان کا ایک اصلاحی وعظ ہے، جس میں ان کے شیخ کے انداز بیان کی جھلک محسوس ہوتی ہے۔

صفحات:۲۴ رابطہ 0301-6750208

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سرزمینِ ''چترال''
اور حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم کا خطاب

تحریر مولانا مختار احمد صاحب (استاذ المعہد جامعہ خیر المدارس ملتان)

جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم العالیہ گذشتہ سے پیوستہ ماہ ۳۰ ستمبر ۲۰۱۵ء، بدھ کے روز چترال کی جانب عازم سفر ہوئے۔ آمد کا مقصد چترال کے سر برآوردہ علمائے کرام کی طرف سے دعوت اور مشائخ وطلبہ سے ملاقات تھی۔ کراچی میں مقیم محترم جناب حافظ انعام الرحمٰن صاحب نے خصوصی طور پر آپ کو سفرِ چترال کی دعوت دی تھی اور سفر کے جملہ انتظامات بھی خود ترتیب دیئے تھے۔

صوبہ خیبر پختونخوا کے رقبے کے اعتبار سے سب سے بڑے ضلعے چترال کے مسلمانوں کی روایت رہی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے یہاں مشہور علمائے کرام کو مدعو کرتے رہتے ہیں اور ان کے مواعظ اور ارشادات سے اپنے ایمان کو جلا بخشتے ہیں۔ حضرت مہتمم صاحب کی آمد بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔

چترال میں اسلام کی آمد:

پاکستان کے شمال مغرب میں واقع چار لاکھ نفوس پر مشتمل اس دلکش سرزمین پر آمد اسلام کا تذکرہ یہاں شاید بے محل نہ ہو! اس مردم خیز سرزمین پر مسلمان پہلے پہل خلیفہ ہارون الرشید کے لشکر کی صورت میں آئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ساتویں اور آٹھویں صدی میں چترال اور اس کے اردگرد کے علاقے چینی سلطنت کا حصہ تھے۔ ۷۵۱ء میں چینیوں اور مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن جنگ کے نتیجے میں ان علاقوں پر سے چینی اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد تبتیوں نے آگے بڑھ کر ان علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ تبتیوں کے توسیع پسندانہ عزائم کی روک تھام کے لیے خلیفہ ہارون الرشید (۸۱۳۔۸۳۳ھ) کے دور میں تبت کی تسخیر کے لیے مہم روانہ کی گئی۔ اس حملے کا مقصد تبت اور اس کے مقبوضہ علاقوں کی فتح تھی، اس لیے اسلامی لشکر نے اسلام کی اشاعت کے لیے کوئی خاص کردار ادا نہیں کیا، یہاں کوئی ایسا خاندان نہیں جس کی روایت میں ہو کہ وہ اس حملے کے نتیجے میں مسلمان ہوئے تھے۔

چترال میں اسلام چودھویں صدی عیسوی میں رئیس اول شاہ نادر رئیس کے ساتھ آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ترکستان میں جس کو کاشغر کہا جاتا تھا، چنگیز خان کے بیٹے چغتائی کی اولاد کی حکومت تھی، جن کو خان کہا جاتا تھا۔ اس وقت کاشغر ایک خودمختار ریاست تھی۔ اور اس کی یہ حیثیت سترہویں صدی تک برقرار رہی۔ یہ خاندان چودھویں صدی میں اسلام قبول کر چکا تھا اور سنی مکتبہ فکر کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔ انہی حکمرانوں نے شاہ نادر کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

not found.

رئیس بنا کر چترال بھیجا تھا۔شاہ نادر رئیس کی آمد کے وقت یہاں کوئی مسلمان موجود نہیں تھا۔تورکھو اور موڑکھو میں 'سوملک' کی اولاد کی حکومت تھی۔علاقہ بیار کی آبادی قدیم آریہ نسل کے لوگوں پر مشتمل تھی جب کہ بریئس سے نیچے کلاش سردار حکومت کرتے تھے۔رئیس کو یہ علاقے فتح کرتے ہوئے چترال پہنچنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کیوں کہ یہاں کی قلیل آبادی مزاحمت کے قابل نہیں تھی۔البتہ چترال میں کلاش حکمران بل سنگھ سے اس کی جنگ ہوئی۔بل سنگھ خود مارا گیا اور اس کا بیٹا مطیع ہو کر مسلمان ہوا۔رئیس کی آمد کے ساتھ چترال اور اس کے نواحی علاقوں میں مسلمان آبادی وجود میں آئی جس میں فاتحین کے علاوہ مقامی نومسلم بھی شامل تھے۔بعد کے حکمرانوں نے موڑکھو پر قبضہ کیا تو ان علاقوں میں پہلی بار اسلام کی اشاعت کی راہ ہموار ہوئی۔بعدازاں صوفیاء کرام آئے اور اسلام کی تبلیغ کا کام کیا۔اٹھارویں صدی عیسوی تک اس علاقے کے تمام لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔شاہ ناصر رئیس کا دور اس سلسلے میں خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔کیوں کہ انہی کے زمانے میں اسلام کی اشاعت میں تیزی آئی۔ان کے امراء کی اکثریت اہل سنت عقیدے سے تعلق رکھنے والوں پر مشتمل تھی۔شاہ ناصر نے اسلام کی ترویج کے لیے بدخشان سے علماء کو چترال بلا کر یہاں آباد کیا۔ان میں سے ایک عالم ملا دانش مندر ستافی کا نام تاریخ میں ملتا ہے۔انہیں خاص چترال بشمول علاقہ کوہ کا قاضی مقرر کیا گیا تھا۔معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دور تک چترال سے بریئس تک اسلام مکمل طور پر پھیل چکا تھا۔انہی سعادت مند روحوں کی محنتوں کا ثمر ہے کہ آج چترال کے لوگوں میں اسلام سے وابستگی کا والہانہ جذبہ موجزن ہے،اور اس کی ایک واضح دلیل بے شمار مدارس و مساجد اور علمائے کرام سے عقیدت و محبت ہے۔

آمدم برسر مطلب!ایئرپورٹ پر علماء و مشائخ،سرکاری عہدیدار،دینی جماعتوں کے امراء اور مقامی مشہور و معروف شخصیات نے حضرت والا کا پرجوش استقبال اور بھرپور مسرت کا اظہار کیا۔مصافحے،معانقے اور خیر مقدمی کلمات سے فارغ ہوئے تو میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو ہوئی۔مدارس کے حوالے سے رجسٹریشن، دہشت گردی کے بارے میں قومی ذرائع ابلاغ کے غیر ذمہ دارانہ رویے پر مبنی رپورٹنگ سے یہاں کا مقامی میڈیا بھی متاثر ہوا،اس لیے لامحالہ مقامی صحافیوں کے سوالات بھی اسی دائرے میں گھومتے رہے۔حضرت والا نے انہیں مسکت جوابات دیے،اور مدارس کے حوالے سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا ازالہ اور مدارس کا بھرپور دفاع کرتے ہوئے کہا کہ برصغیر پاک و ہند میں مدارس صدیوں سے اسلام کی روح کے مطابق امن اور بھائی چارے کی تعلیم اور فروغ میں مصروف عمل ہیں۔آج ان مدارس کو دہشت گردی کے ساتھ نتھی کرنے کی کوششوں کی ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں اور چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی ایک بھی مدرسہ دہشت گردی میں ملوث ثابت کیا جائے تو ہم مان لیں گے۔برصغیر پاک و ہند میں علم کی روشنی پھیلانے میں انہی مدارس کا اہم کردار رہا ہے اور یہ سفر جاری و ساری رہے گا۔ملک دشمن اور اسلام دشمن عناصر اپنے مذموم مقاصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے۔مزید کہا کہ چترال آنا میرا ایک دیرینہ خواب تھا جو آج پورا ہوا۔میں اس فقید المثال استقبال پر چترال کے عوام اور علمائے کرام کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں۔اس موقع پر استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے مولانا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

not found.

ہدایت الرحمٰن اور قاری نسیم نے معزز مہمان کو چترالی روایات مطابق چترالی ٹوپی اور چغہ پہنایا۔ دوسرے روز کے مقامی اخبارات نے حضرت والا کی آمد اور اس گفتگو کو نمایاں کوریج دی۔

علماء ومشائخ پر مشتمل یہ قافلہ معزز مہمان کو لے کر ایک چھوٹے سے جلوس کی شکل میں پامیر ہوٹل آیا۔ یہ یہاں کا ایک مشہور رہائشی ہوٹل ہے۔ ہوٹل پہنچے تو یہاں پر بھی بڑی تعداد میں علماء وطلباء جمع تھے جو حضرت والا کا استقبال اور زیارت کرنے آئے تھے۔ سفر کی تکان کے باوجود حضرت والا نے استقبال کے لیے آنے والوں کے لیے ممنونیت کا اظہار کیا، دس سے پندرہ منٹ کی اس نشست میں آپ نے کہا کہ چترال کے لوگ دین کے ساتھ محبت کرنے والے لوگ ہیں، آج ملک بھر کے مدرسوں میں چترالی علماء وطلبہ اپنی ذہانت اور صلاحیتوں کا جوہر دکھا رہے ہیں۔ نشست برخاست ہونے کے بعد استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے آپ کو ظہرانہ دیا گیا۔ بعد ازاں آپ نے آرام فرمایا۔ مغرب کی نماز کے بعد چترال کے مدارس کے ذمہ داران اور اکابر علمائے کرام کے ساتھ تفصیلی نشست ہوئی۔

وادی بمبوریت میں ایک دن:

بمبوریت، بریر اور رمبور وادیوں میں کالاش کی تہذیب وتمدن دم توڑتی حالت میں ہے۔ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی اکثریت کے باعث یہاں اسلام کے نقوش واضح ہو رہے ہیں۔ بمبوریت میں چار ہزار مسلمان اور ایک ہزار کالاشی قبیلے کے لوگ آباد ہیں۔ یہاں پندرہ سے زائد مساجد ہیں۔ جب سب مساجد سے بیک وقت اذان کی آواز گونجتی ہے تو ایک سماں سا بن جاتا ہے۔ بروز جمعرات متعدد علمائے کرام کی رفاقت میں حضرت والا یہاں تشریف لائے۔ دن بھر کالاش کی سب سے بڑی وادی بمبوریت کے حسین ودل کش مناظر سے لطف اندوز ہونے کے بعد شام کو واپسی ہوئی۔ مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب نے عشائیہ دیا۔ عشائیہ میں محفل دوستاں کا منظر تھا۔ چترال کے تبلیغی جماعت کے امیر قاضی نثار صاحب اور مقامی علمائے کرام کی ایک قابل قدر تعداد موجود تھی۔ کھانے کے دوران تعارف کا سلسلہ چلتا رہا اور دیگر دلچسپی کے موضوعات زیر بحث رہے۔

کھاری آمد:

اگلے روز یکم اکتوبر بروز جمعہ چترال شہر سے پانچ چھ منٹ کی مسافت پر واقع کھاری تشریف آوری ہوئی۔ یاسین القرآن ٹرسٹ کے زیر اہتمام مدرسہ ومسجد حنفیہ کا سنگ بنیاد رکھا، اور مسجد ومدرسے کی ترقی کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

چترال شہر کے ایک اور خوبصورت اور پرفضا مقام دنین تشریف آوری بھی پروگرام کا حصہ تھی۔ یہاں آپ نے مدرسہ تحفیظ القرآن کا دورہ فرمایا، اساتذہ وطلبہ سے ملاقات ہوئی، اور آپ نے مدرسے کی ترقی کے لیے دعا فرمائی۔ مولانا فتح الباری صاحب نے اپنے مدرسے کے دورے کی دعوت دی۔ بنابریں آپ ان کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ للبنات سنگور تشریف لائے اور مدرسے کے انتظام وانصرام سے متعلق اپنے اطمینان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کا اظہار فرمایا۔ پامیر ہوٹل آئے تو یہاں علمائے کرام اور طلبہ کی ایک بڑی تعداد آپ کی منتظر تھی۔ یہاں آپ نے مدارس کی اہمیت کے حوالے سے خصوصی خطاب فرمایا۔ علم وتقوی کے تلازم کو اپنے مخصوص خطیبانہ اور فاضلانہ انداز میں علماء کے سامنے پیش کیا۔ نیز آج کل دہشت گردی کے حوالے سے وطن عزیز جس نازک مر حلے سے گزر رہا ہے اور اس ضمن میں مدارس کو وقتاً فوقتاً جس شاطرانہ انداز میں نشانہ بنایا جا رہا ہے، اس کی تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔ ان حالات میں مدارس ومراکز دینیہ کا جس محتاط اور مدلل انداز سے تحفظ درکار ہے اور اس ضمن میں وفاق المدارس العربیہ جو کردار ادا کر رہا ہے اس کو سپورٹ دینا اور اس پر اعتماد کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ نیز فرمایا کہ ڈرنے کی بات نہیں، بلکہ ہم نے ڈرنا کسی سے سیکھا ہی نہیں۔ البتہ قانون کی پاس داری اور ملکی سلامتی کو ہم اپنے ایمان کا لازمی تقاضا سمجھتے ہیں۔ چونکہ ہمارا کام پڑھنا پڑھانا ہے اور یہ مبارک عمل کسی خاص دور زمانہ یا چہار دیواری کے ساتھ مخصوص نہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم منہ میں زبان حق رکھیں۔ اس پر دنیا کی کوئی طاقت پابندی نہیں لگا سکتی۔

تاریخی شاہی مسجد آمد:

سلسلہ ہندوکش میں واقع دل کش وادی چترال اپنے خوش گوار موسم کی ہی وجہ سے سیاحوں میں مقبول نہیں بلکہ یہاں چند قدیمی عمارتیں بھی دیکھنے کے لائق ہیں، ان میں شہر کے وسط میں واقع پرانا شاہی قلعہ اور شاہی مسجد شامل ہیں۔ شاہی مسجد کے تین گنبد اور دو اونچے مینار دور سے ہی نظر آتے ہیں۔ انڈوں اور سنگ مرمر کے خوبصورت امتزاج سے بنائی گئی یہ شاہی مسجد قدیم فن تعمیر کا شاہ کار ہے، سو سال پرانی مسجد آج بھی سیاحوں کے لیے مرکز نگاہ بنی ہوئی ہے۔

سابق حکمران ریاست چترال سر شجاع الملک جسے مہتر چترال کہا جاتا تھا، نے اپنی والدہ کے ساتھ عمرہ ادا کرنے اور اجمیر شریف کی زیارت کے بعد اس مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا۔ ہندوستان میں مغلیہ دور کی شاہی مسجد دیکھ کر سر شجاع الملک بہت متاثر ہوئے اور اسی طرز پر یہاں بھی مسجد بنانے کی ٹھانی۔ شاہی مسجد کی تعمیر کا آغاز ۱۹۱۹ء میں ہوا اور ۱۹۲۴ء میں یہ تعمیر مکمل ہوئی۔ مسجد کا کل رقبہ چھ کنال دو مرلہ ہے۔ یہاں ایک قدیم قبرستان بھی ہے۔ مسجد کے ساتھ ایک سرکاری دار العلوم بھی ہے، جسے ۱۹۵۲ء میں قائم کیا گیا۔

حضرت مہتمم صاحب کی آمد کے بعد یہاں ایک جلسے کا اہتمام کیا گیا۔ باقاعدہ اعلانات ہوئے، بینر لگائے گئے۔ لوگوں ایک بڑی تعداد جلسے میں حاضر ہوئی۔ ایک اندازے کے مطابق تقریباً ۱۵ سے ۲۰ ہزار تک افراد نے جلسے میں شرکت کی۔ عوام الناس کے جم غفیر سے خطاب فرماتے ہوئے آپ نے نہایت لطیف پیرائے اور عملی مثالوں کے ذریعے قدرت الہیہ اور نور ایمان کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ قدرت الہیہ کو سمجھنے کے لیے قرآن کریم کی روشنی میں انبیاء کرام کے ابتلاآت پر غور کرنا ہوگا، نیز کائنات منور ہوگی نور خداوندی سے اور اصطلاح شریعت میں نور خداوندی نام ہے ایمان کامل کا، پس معاشرت انسانی میں نور ایمان کے بغیر ظلمات دور نہیں ہوسکتیں اور اس نور کے بغیر انسانیت امن اور بھائی چارے کا سبق سیکھ نہیں سکتی۔

آدھ پون گھنٹے کے اس بیان سے عوام الناس خوب محظوظ ہوئے۔ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت مہتمم صاحب بذریعہ ہوائی جہاز ملتان روانہ ہوگئے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جامعہ خیرالمدارس ملتان کے مہتمم
حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی مصروفیات واسفار

ترتیب: مولانا شبیر احمد بہلوی صاحب (مدرس جامعہ خیرالمدارس ملتان)

صوبائی وزیر اوقاف پنجاب کی زیر صدارت لاہور میں منعقدہ صوبائی امن کمیٹی کے اجلاس میں شرکت:

۲۳رذی الحجہ۱۴۳۶ھ مطابق ۸راکتوبر۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے شاہراہِ قائداعظم لاہور میں صوبائی وزیر اوقاف پنجاب کی زیر صدارت منعقدہ صوبائی امن کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی، فرقہ واریت کے خاتمے اور ملک میں قیام امن کے لیے تجاویز دیں۔

ارائیں یوتھ فورم پاکستان کی تقریب میں شرکت:

۲۵رذی الحجہ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۰راکتوبر۲۰۱۵ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے کراچی میں ارائیں یوتھ فورم پاکستان کے چیئرمین چوہدری محمد خالد ارائیں کی دعوت پر تقریب میں شرکت کی اور ارائیں برادری کے بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام برادری ازم پر یقین نہیں رکھتا، برادریاں اور قبائل تو صرف تعارف کے لیے ہیں، فخر کے لیے نہیں ہیں، اسلامی احکام پر عمل کرتے ہوئے اتفاق واتحاد کا مظاہرہ کیا جائے، تمام مسلمان (خواہ ان کا تعلق کسی بھی برادری اور قبیلہ سے ہو) امت واحدہ ہیں۔

جامعۃ الخیر لاہور میں بھارت اور بنگلہ دیش کے علماء کرام سے ملاقات:

۲۶رذی الحجہ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۱راکتوبر۲۰۱۵ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعۃ الخیر جوہر ٹاؤن لاہور میں ہندوستان وبنگلہ دیش کے علمائے کرام سے ملاقات کی، پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کے علمائے کرام اور اہل مدارس کے باہمی ربط وتعاون سے متعلق گفتگو فرمائی، حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے علمائے کرام کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی کارکردگی سے آگاہ کیا، دونوں ملکوں کے علمائے کرام نے اپنے اپنے ملکوں میں وفاق المدارس العربیہ کے طرز پر تعلیمی بورڈ بنانے کی خواہش کا اظہار کیا اور اس سلسلہ میں اہم معلومات حاصل کیں، نیز ہندوستان وبنگلہ دیش کے تعلیمی اداروں کے معائنہ اور ان میں منعقد ہونے والی دینی تقریبات میں شرکت کی دعوت دی

مجوزہ "عظیم الشان جامع مسجد خیرالمدارس ملتان" کی تعمیر سے متعلق اجلاس کی صدارت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے لاہور میں جامعہ خیرالمدارس ملتان کی مجوزہ عظیم الشان "جامع مسجد" کی تعمیر سے متعلق منعقدہ اجلاس کی صدارت کی، اجلاس میں جامع مسجد خیرالمدارس کے مجوزہ نقشہ کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور تعمیر سے متعلق شخصیات کی تجاویز وآراء پر تفصیلی غور وخوض ہوا۔

گورنر پنجاب ملک محمد رفیق رجوانہ صاحب سے ملاقات:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے لاہور میں گورنر پنجاب جناب ملک محمد رفیق رجوانہ صاحب سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ملاقات کی اور جنوبی پنجاب کے اہم عوامی مسائل اور ترقیاتی کاموں پر تبادلہ خیال کیا، نیز سرکاری جامعات (یونیورسٹیوں) اور دینی مدارس کے درمیان تعلیمی رابطوں میں کردارادا کرنے پرزور دیا کہ مدارس اور یونیورسٹی کے اساتذہ کرام کے اسلامی ، دینی ، ملی ، جذبۂ حب الوطنی کے موضوعات پر مشترکہ پروگرام منعقد کیے جائیں ، گورنر پنجاب نے کہا ملک کے تمام تعلیمی اداروں (خواہ دینی ادارے ہوں یا عصری) میں باہمی ربط وتعاون ضروری ہےاور میں اس کے لیے اپنا کردارادا کروں گا۔

صوبائی وزیرقانون سے ملاقات اور اتحاد بین المسلمین پنجاب کے اجلاس میں شرکت

۲۷/ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۲/اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے ملتان میں صوبائی وزیرقانون رانا ثناء اللہ سے ملاقات کی اور سرکٹ ہاؤس ملتان میں اتحاد بین المسلمین پنجاب کے زیراہتمام منعقدہ امن کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا تمام مسالک کے ائمہ، خطباء، علمائے کرام اور مقررین اسلام کا پیغام عام کریں، تاہم فورتھ شیڈول کی فہرستیں ضلعی امن کمیٹیوں اور انٹیلی جنس کمیٹیوں کی مشاورت سے تیار کی جائیں، اس اجلاس میں سربراہ اتحاد بین المسلمین پنجاب، کمشنر ملتان ڈویژن، آرپی او ملتان ڈویژن، ملتان ڈویژن کے تمام اضلاع کے ڈی پی اوز اور ڈویژنل امن کمیٹی کے تمام ممبران نے بھی شرکت کی۔

اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت:

۲۸/ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۳/اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز منگل حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعۃ الخیر لاہور میں اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت کی اور مجوزہ قومی بیانیہ کے بارے میں مشاورت کی اور اس کے اہم نکات بیان کیے۔

اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے کراچی میں منعقدہ اجلاس میں شرکت:

۲۹/ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴/اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے کراچی میں حضرت مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب کی رہائش گاہ پر منعقدہ اتحادِ تنظیمات مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت کی، اس اجلاس میں مجوزہ ''قومی بیانیہ'' کے مسودے کو حتمی شکل دی گئی اور وزارت داخلہ کی طرف سے دینی مدارس کے لیے بنائے گئے رجسٹریشن فارم اور کوائف نامہ کے بارہ میں تفصیلی مشاورت ہوئی۔

مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کے اجلاس میں شرکت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے کراچی میں محرم الحرام ۱۴۳۷ھ کے چاند دیکھنے کے سلسلہ میں منعقدہ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کے اجلاس میں شرکت کی۔

انٹرنیشنل ریڈکراس کی طرف سے اسلام آباد میں منعقدہ سیمینار میں شرکت:

یکم محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے اسلام آباد میں آئی سی آرڈی کی طرف سے منعقدہ سیمینار میں شرکت کی اور ''دینی مدارس وجامعات میں قوانین جنگ کی تعلیم'' کے موضوع پر تفصیلی خطاب کیا اور شرکاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سرگودھا ڈویژن کے علمائے کرام سے ملاقات:

۲محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۶/اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم سے سرگودھا ڈویژن کے علمائے کرام کے وفد نے سرگودھا ڈویژن کے مسئول اور جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کے مہتمم مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب کی سربراہی میں ملاقات کی، عیدالاضحیٰ پر سرگودھا ڈویژن کے مدارس کو چرمہائے قربانی کی وصولی میں پیش آنے والی پریشانیوں اور مشکلات سے آگاہ کیا اور دینی مدارس سے متعلقہ امور پر مشاورت کی۔

تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے زیراہتمام منعقدہ اجلاس کی صدارت:

۴محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۸/اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے ''تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ'' ملتان کے زیراہتمام منعقدہ اجلاس کی صدارت کی اور فرمایا کہ علمائے کرام نہ صرف محرم الحرام بلکہ پورا سال امن اور بھائی چارے کی فضا قائم رکھتے ہیں اور رکھیں گے، تاہم انتظامیہ بھی غیر جانبدارانہ رویہ نہ اپنائے۔ اس اجلاس میں علامہ عبدالحق مجاہد، غازی ظفر پنیاں، محمد ایوب مغل، مولانا خالد محمود ودیگر شخصیات نے شرکت کی۔

عالمی ادارہ صحت کے زیراہتمام بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں منعقدہ اجلاس میں شرکت:

۶محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰/اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز منگل حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے ''W/H.O'' کے زیراہتمام بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد میں منعقدہ اجلاس میں شرکت کی، اس اجلاس میں پولیو ویکسین اور دیگر امراض کے حفاظتی ٹیکوں اور حفاظتی تدابیر سے متعلق مشاورت کی گئی۔

جامعۃ الخیر لاہور کے ماہانہ پروگرام ''درس قرآن'' میں شرکت:

۱۱محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۵/اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعۃ الخیر جوہر ٹاؤن لاہور میں ماہانہ درس قرآن کریم میں ۳۹واں سبق پڑھایا۔

تنظیم اسلامی پاکستان کی طرف سے منعقدہ اجلاس میں شرکت:

۱۲محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۶/اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے محترم ڈاکٹر عاکف سعید صاحب کی دعوت پر تنظیم اسلامی پاکستان کے دفتر لاہور میں منعقدہ اجلاس میں شرکت کی، اس اجلاس میں پاکستان سے سودی نظام کے خاتمہ اور وفاقی شرعی عدالت میں زیر سماعت سودی نظام معیشت سے متعلق مقدمہ کی پیروی بارے مشاورت ہوئی۔

اسٹیٹ بینک آف پاکستان واتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت:

۱۴محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۸/اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے کراچی میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان واتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت کی اور دینی مدارس کے بینک اکاؤنٹ کھولنے اور دینی مدارس کو فلاحی اداروں کی حیثیت دیتے ہوئے ودہولڈنگ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے کے متعلق اتحادِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تنظیمات مدارس کا موقف پیش کیا، اس اجلاس میں وزارت داخلہ کی طرف سے نیکٹا کے ڈائریکٹر محترم احسان غنی صاحب نے بھی خصوصی طور پر شرکت کی۔

تحفظ ختم نبوۃ کانفرنس چناب نگر میں خطاب اور نماز جمعہ میں امامت:

۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۳۰ر اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقدہ تحفظِ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کی اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ختم نبوت کے مضامین عصری نصاب تعلیم میں شامل کیے جائیں، بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز چناب نگر میں نماز جمعہ کی امامت فرمائی۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ سے ملاقات:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے چنیوٹ میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ سے ملاقات کی، باہمی دلچسپی اور موجودہ ملکی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔

مدارس دینیہ ضلع چنیوٹ کا معائنہ:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے ضلع چنیوٹ کے مدارس (جامعہ امدادیہ، جامعہ انوار القرآن، مدرسہ ملیہ اسلامیہ، مدرسہ نور الانوار، مدرسہ فتح العلوم) کا معائنہ کیا اور چنیوٹ کے علمائے کرام (مولانا قاری عبدالحمید صاحب، مولانا قاری خلیل احمد صاحب، جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل مولانا دین محمد ؒ کے فرزند قاری محمد عثمان صاحب، قاری گلزار احمد صاحب، حاجی محمد ابراہیم صاحب) سے ملاقات کی، اس سفر میں مولانا قاری محمد خالد امین صاحب حضرت مہتمم صاحب کے ہمراہ رہے۔

مولانا شیر علی شاہ ؒ کی وفات پر مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے اظہار تعزیت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم کو بذریعہ فون حضرت مولانا ڈاکٹر علی شیر شاہ ؒ کی وفات کی اطلاع ملی تو جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے تعزیت کا اظہار کیا۔

مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ کی زیر صدارت منعقدہ وفاق المدارس کے اجلاس میں شرکت:

۱۷ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۶ر اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان میں صدر وفاق شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ کی زیر صدارت منعقدہ ناظمین وفاق کے اجلاس میں شرکت کی، اس اجلاس میں وفاق المدارس کے اہم امور پر مشاورت ہوئی اور فیصلے کیے گئے، بعد ازاں حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ ملتان سے اسلام آباد پھر اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے، جہاں جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب ؒ کی وفات پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے تعزیت کی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

امرونہی

محترم فیض لدھیانوی ؒ

آرزوئے حضورِ شاہ نہ کر مردِ درویش ! حبِّ جاہ نہ کر
سینکڑوں مفلسوں کی حالت دیکھ ایک زردار پر نگاہ نہ کر
نالۂ غم سے درس عبرت لے نغمۂ سر خوشی پہ واہ نہ کر
زہرِ قاتل ہے مغربی تہذیب اس کی تقلید خوامخواہ نہ کر
شانِ غفار منتظر ہی رہے تو کبھی بھول کر گناہ نہ کر
عقل کے زیرِ سایہ رکھ ان کو اپنے جذبات بے پناہ نہ کر
صدقِ دل کی خدا گواہی دے خود فرشتوں کو بھی گواہ نہ کر
رات دن ہو اسی کا شوق تجھے خدمتِ خلق گاہ گاہ نہ کر
غازئ ملک و دیں کا خادم ہو بیعتِ پیر خانقاہ نہ کر
اولیں شرط ہے وفاداری یہ نہیں تو کسی کی چاہ نہ کر
کثرتِ رنج میں بھی خنداں رہ شدتِ درد سے بھی آہ نہ کر
اُس کا ہر فعل جانِ حکمت ہے حق تعالیٰ پہ اشتباہ نہ کر
زلفِ مشکیں کی موشگافی میں کاغذوں کو عبث سیاہ نہ کر
زندگی بخش کام کر کوئی عمرِ دو روزہ کو تباہ نہ کر

عزمِ راسخ ہے رہبرِ منزل
فیض! پروائے زادِ راہ نہ کر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مسافرانِ آخرت

ابوعمار فیاض احمد عثمانی

جامعہ کے فاضل مولوی محمد خالد صاحب (اورنگزیب روڈ ملتان) کی ساس صاحبہ ۸۰ برس کی عمر میں طویل علالت کے بعد انتقال کرگئی ہیں، مرحومہ پابندِ صوم وصلوٰۃ اور صالحہ عابدہ خاتون تھیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔

⌘ جامعہ کے فاضل اور دارالعلوم فتح البرکات ملتان کے استاذ مولانا خالد محمود انصاری کے والد ماجد بھی گزشتہ ماہ انتقال کرگئے ہیں، مرحوم انتہائی نیک اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، نماز جنازہ جامعہ خیر المدارس ملتان میں ادا کی گئی۔

⌘ قصور شہر کی مشہور ومعروف دینی شخصیت حاجی محمد اسحاق صاحب (کیمیکلز والے) گذشتہ دنوں انتقال کرگئے ہیں، مرحوم متقی، پرہیزگار، دیندار تھے، علمائے کرام اور بالخصوص دینی مدارس سے محبت اور تعاون کرنے والے تھے۔

⌘ جامعہ کے فاضل مولانا محمد شعیب مجید صاحب (بہاولپور) کی ہمشیرہ مولانا حافظ عبدالمجید صاحب کی صاحبزادی اور حافظ عبدالرحمٰن صاحب (مسقط) کی اہلیہ محترمہ جو عارضۂ قلب میں مبتلا تھیں، اتوار رات ۸ بجے انتقال کرگئی ہیں، مرحومہ انتہائی نیک، صالحہ، عابدہ خاتون تھیں، پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑی ہیں۔

⌘ جامعہ قاسم العلوم ملتان کے سابق مہتمم حضرت مولانا محمد عبدالبر قاسم صاحب ۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ نومبر ۲۰۱۵ء پیر طویل علالت کے بعد انتقال کرگئے ہیں۔

اللہ پاک تمام مسافرانِ آخرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ قارئین الخیر اور جملہ احباب سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اشتہار میتھی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اشتہار ختم نبوة

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۵۶

اشتہار فیصل آباد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com